TIGHT BINDING BOOK

TOTAL DAMAGE BOOK

The Drinched Book

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222482
UNIVERSAL LIBRARY

بعون حق تزئین زبان کلام فصاحت نظام و آئینہ سحر بیان حسب الحکم [illegible]
عالی گوہر شہسوار فن بلاغت نیر نوابی راجہ شیوراج دھرم ونت بہادر

[illegible] دیوان [illegible] بالا پرشاد

دیوان شاد

[illegible]

در سلطنت حیدرآباد دکن بمطبع [illegible]
[illegible] شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بلبل کچھہ اعتبار نہین اس بہار کا
جیون بوئی گل خودی سے نکل جاؤن تو
بکھرے ہین بال زلف کے رخسار یار پر
نکلا جو طفل اشک سو ٹھیرا سر مژہ
اک بات ہی مین نقطۂ موہوم لٹ لیا
جنبش کسی طرح کی ہوا سی نہین ہمین
آشفتگی مین تیرہ دلی مین یہہ ہم النصیب
وہ تیغ لب کہاون جو گلبرگ کو نسیم

ریحان و گل مین رنگ ہی دور و نشہ
ہے انتظار آمد فصل بہار
لشکر حلب پہ ٹوٹ پڑا ز تگبا
کیا غم رولا رہا ہے کسی نے سو
دیکھا سحر جو غنچہ نے منہہ اوس نگا
ہے عکس آب آئینہ اپنے قرار کا
کچھہ دن سے ہم نصیب ہوا زلف
خون ایکبات پر ہو چمن مین

اے ربطؔ وصف زلف مین گذری تمام رات
توٹا نہ سلسلہ سخن تار تار کا

آخر برا ہوا اس دل زار و نزار کا
مین غمگسار اپنے ہوا غمگسار کا

ہو کیون نہ سینہ چاک کے کیون غم صفت
نقش دل دو نیم مین ہے ذوالفقار کا

دامان و جیب مین تو نہین تار نام کو
اشکو نے رہ گیا ہے مگر نام تار کا

دم بھر ہوا ہے وصل چڑہی جو دماغ تک
مستی ترے دل سے ہوا بام یار کا

توڑا ہی تو نے جو دل شیشہ توڑ کر
توبہ سے توٹتا ہی پہلا کیا خمار کا

ٹھہرا یہ دل مین صورت سیماب و آئینہ
الک حسن اضطرار سے ہی انتظار کا

بتلائی مسکرا کے اشارہ سے او ستمگر
لذا یہ نے خیال جو بوس و کنار کا

قطعہ

اخفای راز عشق کو ممکن ہے ضبط آہ
پر کیا علاج گریۂ بے اختیار کا

اتنا کہے سے ربطؔ نہ ابتک کہا اوسے
نقشہ بہت برا ہے تیرے بے قرار کا

مین دم گریہ جو محو چشم دلبر ہو گیا
اشک گرتے ہی زمین پر تخم عنبر ہو گیا

آب و نان جو آئینہ ٹھہرے مین میسر ہو گیا
بانئے صد رمق تھا مین سکندر ہو گیا

یا مٹایا راست وضعی کو پیدا رو ان
پایمال جور خامہ خط مسطر ہو گیا

بیگانہ ابرات رفتین خیال اوس خال کا
رہروی دریا کو شمع راہ اختر ہو گیا

دی وفای عشق نے قوت جفای حسن کو
تب تو پروانہ خدنگ شمع گل پر ہو گیا

چاک حیرت مین ہوا دریان نکلا تب لیلی
دل ہمارا ظاہرا دیوار تھا در ہو گیا

غمزۂ بت قافی اللہ کا رستہ ملا ہے
خوبی طالع جو رہزن تھا سو رہبر ہو گیا

سر اوٹھایا جسنے اس بحر فنا مین حباب حیات
جانے اوس شخص کو اپنے سے باہر ہو گیا

ہوش یہہ مطلق نہین کیونکر ہوا تھا کون ہون
دور گردون پئے ہی مین دور ساغر ہو گیا

چادر عزت کی ہر دم ٹپر اگنہ کار اسلئے
آبرو سے جیون کہر دامن میرا تر ہو گیا

قید ہے یہہ ربط دندان صنم سے یاد کا
رشتہ جو دو سرا ہی سالک کو سر ہو گیا

جس جگہہ چرچا تیری قد کا شہر ہو گیا
فتنہ وہان ایسا ہوا برپا کہ محشر ہو گیا

حیرت دل صاف جانان ہوئی دیدار کے
آئینہ میرا مجھے سد سکندر ہو گیا

مین نہ کہتا تہا نہ ظالم جان کو خون ملا
تو رکا مجھسے مزاج آخر مکدر ہو گیا

دشمن وشن ایک مری ہر روز مین نہین
کیا گلو نکی یار کا سب اوسا زر ہو گیا

چھوڑا اس بزم مین جیو شمع سر گرم وفا
سر کٹا اوسکا تو پیدا اور ہی سر ہو گیا

اوٹھا شوخی سی وہ بت مجکو چہکاو بجہک
مڑ کے پوچہا سکے یہہ تو سخت پتھر ہو گیا

گرم مت کر تو جانان سمند نار کو
نعل در آتش مہ نو آسمان پر ہو گیا

تا سبر کی فکر جب مجکو گریہ ہوئی
بیضۂ سرشک سر پیالہ تر ہو گیا

عدل کے عالم میں یہہ آئین کہ تو تو نی تیغ
اور مین الکدم مین وہ نکڑی برابر ہو گیا

ربط کا نتا آگیا گو با زبان خار پر
دست وحشت مین یہہ جسم زار لاغر ہو گیا

ضعف سے مرنا عجب ہے اس دل رنجور کا
یہان قریب مرگ آنا اک سفر ہے دور کا

چشم سے جراح کے خون یہہ چلا اب کیا علاج
زخم سینہ کے میرے متہہ دیکہہ کرنا سور کا

غم نے کہا کہا کہ مجہے چہوڑا ہی مشت استخوان
سو بہی کچہہ حصہ ہما کا کچہہ دہان گور کا

بے ستون ہے عشق شیرین کا ریر زمین کبہی
کوہ کن ہی رکہہ لیا تہا نام اک مزدور کا

عقد پروین پر جو شبکو جا پڑی اوسکی نگاہ
میکشون کو خوشہ آتا تہا نظر انگور کا

شمع کے شعلہ پہ جا کر شب جو پروانہ گرا
دار پر چڑہنا مجہے یاد آگیا منصور کا

اسلئے سایہ نہ تہا ہی سب پہ سایہ آپکا
سو چہنے کی جا ہی کیا مضمون سع جہار دو رکا

روز روشن کیون نہو پر کچہہ نہین آتا نظر
یہان سیہ بختی سے عالم ہے شب دیجور کا

مین تو ذرہ سے ہون کمتر وہ فزون خورشید سے
اوسکے میرے عشق مین یون ربط ہی اک دور کا

پہر لکہا انداز اس دل کے فغان و شور کا
پہر گمان اپنے سر پر کلک پر ہی سور کا

پہر ہوا تیغ نگاہ مست کا گرم طلب
پہر ملا اس دلکو سایہ زخم کے انگور کا

پہر ہوین اک دید کو ہی اوسکی مژگان نیش زن
پہر ہوا اس دلکو نقشہ خانہ زنبور کا

پہر مڑا تیغ ادا ہی ترش کا یاد آگیا۔
پہر وہین پانسے پہر آیا یہان ناسور کا

پہر ہی غم سے ربط کو ماہ محرم ماہ عید
جو لکہا ہے مرثیہ آسنے دل مغفور کا

ہنستے ہنستے وہ شب محل ہی گیا
دو گہڑی یون ہی جی بہل ہے گیا

آفرین میرے چشم گریان پرئہ
ابر منہہ پر سی جسکے ٹل ہے گیا

صاف سینہ پر اوسکے دست خیال
جس جگہہ جا پڑا پہسل ہے گیا

دل میرا روتی رہی شب جیون شمع
ہمہ تن اشک ہوکے ڈہل ہے گیا

تہے کہٹکتے کسیکے خار مژہ
عمر گذری کہ وہ خلل ہے گیا

قطعہ

سوئے گلشن ہوا مین اوس گلکے
نہ گیا تہا سو ربط کل ہے گیا

نہ لگا جیے تو مثل نگہت گل
چاک کر جیب چٹ نکل ہی گیا

حسن چمکا اوس پری کا جب یہہ دیوانہ جلا
شمع کو جلوہ ہوا جسوقت پروانہ جلا

لخت دل سے لعل تو شرماکی پانی ہو گیا
اشک اس خوبیکی ساتہہ آیا کہ دُردانہ جلا

ساقیے مہوش لے آیا شب وہ جام آفتاب
رشک سے جسکے چراغ بزم میخانہ جلا

سنا معین سے ہو شب فرقت مین طالع کی طرح
لبس دل بیتاب سوز غم کا افسانہ جلا

شوق تزئین ابتو ہے پر یہہ نہ کہنا میری بعد
آئینہ کو توڑ اے مشاطہ اور شانہ جلا

شعلہ ساں بیتاب تنک تب غم کی حرارت بڑہ گئی
دل جلا سینہ جلا پہلو جلا شانہ جلا

نرگس ساقی کی گردش دیکہکر محفل مین ربط

موے آتش دیدہ سان ہر خط پیمانہ جلا

حلقہ دود مین جب شمع کے پروانہ جلا
غل ہوا خانہ زنجیر مین دیوانہ جلا

اشک مین سوختہ جانونکی اثر کیا ہو خاک
وہ نہ سرسبز ہوا کہیت مین جو دانہ جلا

استخوان ہین فقط آب وہ شرارت نکری
جو گرا ایک شرر بہی تو یہہ خس خانہ جلا

آتش عشق نی سینہ کو مرے بہڑکایا
گرم پاتے سے تماشا ہے یہہ کاشانہ جلا

قطعہ

ذکر اوس گرم جفا کا جو چمن مین نکلا
بیخود سے ذیہہ دیا سبکو حریفانہ جلا

بلبل و سطرف ہوے جلکے گل شمع پہ خاک
غنچہ سے گلکے ادہر شمع پہ پروانہ جلا

پر ہوا ساغر عمر اور نہ آیا ساقی
ربط مے پہیک ٹپک شیشہ کو پیمانہ جلا

گل پژمردہ کے مانند چاک پیرہن اپنا
گریبان سے ہوا دامان و دامالنسی کفن اپنا

کہان برداشت جہمنت اوٹہا ہین دست حسرت سے
برنگ گل ہے مادرزاد چاک پیرہن اپنا

اگر دلسوز پروانہ کی ہے تو شب کو محفل مین
قدم باہر ترکہہ فانوس سے شمع لگن اپنا

نہین کچہہ فرق روح و جسم مین جو آنکہہ کہلجاے
حباب آسا ثبات دم سے وابستہ ہے تن اپنا

اذیت کچہہ نہ اوٹہتے آبلہ پا کی صحرا مین ایسے
جو سن پاتا زبان خار سے مجنون چلن اپنا

وہ لب یاقوت ریزان ہے وہ کاکل مشک بیز اتنا
نہ ہے قصد مین اپنا نہ ہی عزم ختن اپنا

قطعہ

کہا جب ربط سے گا ہے تو گلگشت چمن کیجئے
تو یہہ مطلع پڑہا او سنے بصد رنج و محن اپنا

صنم اپنا دل اپنا جو عشق اپنا سخن اپنا
گل اپنا بلبل اپنا باغبان اپنا چمن اپنا

سایہ سپہر کا ہی نہ بستر زمین کا
آوارہ یہہ فقیر ہے اوس سرزمین کا

پھر بیٹھے شکل آئینہ پائی جو آپ نان
ہر آئینہ وہی ہے سکندر زمین کا

لی فرد فرد کا جو دبیر فلک حساب
کچھہ دنمین گا وخورد ہو دفتر زمین کا

قسمت کہ زیر خاک بقول فرنگ اب
گردش ہوی سپہر کی چکر زمین کا

بس آہ گرم پنبۂ آتش زدہ ہے چرخ
بس چشم زار حال ہے ابتر زمین کا

قیدی اگرچہ سلسلۂ آب و گل مین ہون
پابند جیون نہال نہین پر زمین کا

عزت اٹھای خاک کرے زر درد کری
جھگڑا ہیم جہان مین ترن زر زمین کا

دیبال کم وظیفہ خور آسمان ہون
کہاتا ہے سنگ ریزہ کبوتر زمین کا

لقمی دہان گورسے کہائی ہین سیکڑون
اتنک شکم بہرا نہین تسپر زمین کا

رکہتے تہے سر جو بالش مخمل پہ بارہا
تکیہ اب اونکے سر کو ہے پتہر زمین کا

جیون خامہ سر سے سیدہی چلئے کہ تا گو
ہے راہ عشق کے خط مسطر زمین کا

سایہ کی طرح ربط ملا فرط ضعف سے
اب تیرہ روزگار کو بستر زمین کا ئے

بر سر جو نس جو یہہ دبدہ گریان ہوا
لوگ یون ایکے برس کہتے ہین باران ہوا

سرو ساکوئی نہین راست ہے قمری خوش قد — کیا کرین اسکے ہی دہ سرو خرامان نہوا

قطعہ پنج شعر

کچھہ خبر اپنی جفا کش کی سنا ہے ظالم — کوئی جز گور و کفن چاک گریبان نہوا

شکوے فرما کہ بس آپ ذرہ چپ رہیئے — مرض موت کا عیسی سے بہی درمان نہوا

مین نے کیا کیا نکرین اوس سے وفائین پر ایک — وہ جو فرہاد سے شیرین نے کیا مان نہوا

چشم سے غم سے ہی بیمار دہن ہے دل تنگ — پہر تو کہتا ہی کوئی غم سے پریشان نہوا

قطع محبت کو کہا ربط نے ہے رسم کہن
کچھہ تو ہے آفت جان فتنہ دوران نہوا

ہنگامہ ترک غمزہ نے اوسکے بچا دیا — عشاق کے صفین سے صفین سب کہا دیا

اس چشم اشکبار نے مجکو ڈوبا دیا — رو رو کے میرے خانہ دلکو بہا دیا

بلبل کے بیکلی کو بیان کر صبا نے صبح — مارے ہنسی کے گل کو چمن مین لٹا دیا

دل دے چکا ہون کہی تو حاضر ہے بیا جان — پوچھا تو ہنس کے کہنے لگے بس دیا دیا

احسان مجپہ یون ہو جتاتی ہو بار بار — گالی سیوا ہی آپنے کہی تو کیا دیا

قطعہ

ایسا نہین تہا کوئی بہی مان ہل تم سے — جسنے برنگ شمع نہ انسو بہا دیا

شیشہ کی ہچکی لگ گئی بہر آئی چشم جام — رو رو کے رات مین نے تو سبکو رلا دیا

ہر بات پر وہ گرم جو ہوتین برق وش — آہون نے میری آگ پہ تہوڑی لگا دیا

دل ہی بچا نہ سینہ بچا ربط کیا کہین
آتش نے عشق کے مجھے ایسا جلا دیا

رات وہ کچھہ اس روش پر چیدہ دامان ہوگیا
چاک گل کا صبح کا میرا گریبان ہوگیا

زخم چاک جگر سے جھانکتے ہین درد و غم
سینہ پر داغ کیا رشک گلستان ہوگیا

اون لبون پر سر ہے بیان امیری خونکی دلیل
راز دل منہہ پر صفائی سے نمایان ہوگیا

حیرت آئینہ دلمین نے بتلایا کہ بس
دیکھتے ہی منہہ وہ اپنا آپ حیران ہوگیا

بس ہوئی گلشن صبح جو کہیں جا ہوا زلف سے
بوی سنبل سے دماغ اپنا پریشان ہوگیا

باری بار زندگی سے کیا سبک دوشی ہوئی
تیغ قاتل کا نہ اپنے سر پہ احسان ہوگیا

ضبط گریہ شرط ہی جو عشق مین پہر کیا رہا
منکشف جب اپنی دل کا راز پنہان ہوگیا

کسنے اسکو بد دعا دی عشق کا خانہ خراب
جو مکان دل ہمارا صاف ویران ہوگیا

ربط آنکھون سے کسیکے تہا کہ یہہ مشت غبار
بعد مردن سرمۂ چشم غزالان ہوگیا

حال کچھہ تاثیر زاری کا تجھے روشن ہوا
اشک ٹپکا چشم بلبل سے کہ گل روغن ہوا

دم سے جبتک کسے عریانی نہین مثل حباب
کہلتے کہلتے ایک اپنا جسم و پیراہن ہوا

جب نکالی پاؤن اس وحشت سے ہاتہون چار نے
گرد آلودہ گریبان صورت دامن ہوا

غمزۂ ابرو کسی بت کا سنا ہی زاہدو
زائران کعبۂ اسلام کا رہزن ہوا

ناتوان تھے اور لو مین جل گئے شمع کے
تب تو پروانہ ہمارا گنبد مدفن ہوا

دوست ہے وہ جسنے دی ترغیب میرے قتل کی
جسنے روکا آج قاتل کو وہی دشمن ہوا

ہے یہی رونا کہ جسکو حسرت دیدار میں تہا
دیدہ و دل لخت دل کی طرح گہر اتنا ہوا

خون ہوا جور فلک سے یہان کہ وہان شغل شفق تہا
جسم قاتل پر یکایک سرخ پیراہن ہوا

جی سے مین تہا میری کسیکو نہ بہیجے بلوائی
خود بخود جو تم چلے آئے بہت اچہا ہوا

یاد دلوائی کسی ابرو کے دکہلا کر ہلال
داغ دل پر شام سے یون ہیچ و تاب آگہنا

پہول نرگس کے چڑہائے ربط کس ہمچشم نے
کشتگان چشم کے مدفن مین جو شیون ہوا

اگرچہ کفر ہے کہنا خدا ہوا پیدا
تہا سیواے خدا کچہہ تو کیا ہوا پیدا

کہان دماغ اوٹہائین جو منت دیدار
موندی جب آنکہہ رخ دلربا ہوا پیدا

روش مین دہر ہے اعتدال باعث نور
ضیائی خور کو خطا استوار ہوا پیدا

ہم اس تلاش مین گو مر چکے مگر ساتہی
ہماری کوئی نہ دکہہ درد کا ہوا پیدا

جہان مین گردش چرخ کہن نہ تہی ای آہ
فلک دہوین سے جو میرے تہا ہوا پیدا

ہوئی نصیب کسیکو نہ یہان فراغ دلے
مٹا جو ایک تو غم دوسرا ہوا پیدا

مزاج رات سے ٹہیرا ہے ربط کا لیکن
صحر کو درد جگر مین برا ہوا پیدا

او مسافر چہوڑ رستہ کفر اور اسلام کا
یار تنگ آمد شد دم ہے سفر دو گام کا

کیا یہہ سرگشتہ ہی جسم ساقی گلفام کا ہے
میکدہ مین جو ہاتہون ہاتہہ چلنا جام کا

سیکڑون آنکھین لگے رہتے ہین اوس سیرت رادن
قامت دلداد گویا نخل ہے بادام کا

دم چڑہے تو کیا عجب پا اتقاحت کے سبب
ہر خط پہلو نے رتبہ نردبان بام کا

صفحہ باطل پہ ہم ہین صورت نقش خیال
دیدۂ عنقا نگینہ ہے ہماری نام کا

دل سیہ بخت و اوسکی زلف و رخ مین ہے اسطرح
امتزاج روز و شب مین وقت جیسی شام کا

قطعہ

خون شدہ دلبر تمہارے سرزنش ہے یکقلم
مژدہ ای مرگ اب جواب آیا ہے یہ پیغام کا

سر نہ جہک جای تہہ خنجر تو بار دوش ہے
دل نہ چہن جای کبہی تیر و تپنی تو کس کام کا

چاہتے ہین الکو وہ مین جان دینے پہ ہولتا
ہے وہ اپنے نام کا تو مین ہون اونکے نام کا

تلخی و شیرینی می کیسطرح محکو مدام
ساتھہ بوسے کی گوارا ہی مزہ دشنام کا

پختگی ہی باعث تخم دل خون گشتگان
چاک ہوتا ہے نہین سینہ انار خام کا

اے تمنای رہائی کی گرفتار و نمین تمہین
کیا یقین موج سراب دشت پر ہی دام کا

موجب شہرت ہے نسبت موت کی انجام کی
گور سے جیون شمع روشن نام ہے بہرام کا

لال آنکھین ہین تمہاری کے روئی سے پر یارونکو ربط
تہا یقین نشہ ہے اسکو مئی گلفام کا

آفتین برپا ہوئین فتنہ محشر اوٹھا
نالہ پر شور سے اپنی ہی کیا کیا شر اوٹھا

تیرے بیمار غم ہجر کا اب ہو رہا ہے یہ حال
اوسکے جو آیا عیادت کو سو وہ رو کر اوٹھا

ارزو مین مر گیا ہمدوش ہو تجہسے کبہی
اپنے عاشق کا جنازہ اپنے کاندہے پر اوٹھا

جسکی شرح ناتوانی مین زبان اوٹھتے تہتی
بٹیہنا ہی ناگوارا ینا ہی اوس بدمست کا
دست قاتل اسپہ خنجر ہی مجہی کیونکر اوٹہا
اب مجہی اس زم سی آساقی کو شرا وٹہا

قطعہ

کرکے آگے لشکر خونخوار ترک چشم کو
تیر مژگان نے کمان ابرو غمزہ نی سنان
عاشقون کے قتل پر جسدم وہ غازی اوٹہا
تیغ اداون نے نگاہون سنے لیے خنجر اوٹہا
آب سے باہر ہوا تو ہی نبہائی آبرو
اے حباب آب دریائے قیامت لہر اوٹہا

لعل لب کے یاد مین روتے کو ربط
جس جگہہ بیٹھا ہو سے جیب و دامان بہر اوٹہا

خواب شب کا یہان کہ انکہون مین ہی چہایا ہوا
پاس اظہار محبت ہی مجہی یہانتک کہ بس
قیمت جنس گرانکا راوسکے ہی عشر عشیر
دلمین یاد اوس قامت موزونکی ہی اٹہو پہر
عارض رنگین کی پرتو سے ہوا گل جلوہ گر
خضر کیا دشت جنون مین ہو گئی خود رفتگی
آگے اوسکے کاکل شکین کیا سنبل کے قدر
دل جو پیچ و تاب پر مایل ہے اپنا ہی سبب
آہ جو موقوف ہو جاے تو ہون موقوف اشک
یار غایب ہو گیا آغوش مین آیا ہوا
پہر گیا سو بار نالہ ہونٹہہ تک آیا ہوا
حضرت یوسف تمہارا مول ٹہرایا ہوا
سہو خاطر سے کہان مصرع ہو ڈولایا ہوا
سرو گلشن قامت دلدار کا سایا ہوا
گرد باد آسا جو پہرتا ہو مین گہبرایا ہوا
اوس رخ رنگین کے نسبت گل ہے مرجہایا ہوا
کیا کسی کا طرہ خوشبو ہے بلکہایا ہوا
آنچ کہینچی تب کہین بیٹھے اوبال آیا ہوا

ذکر اوسنے وصل کا چھیڑا تو یون کہنے لگے
ربط یہہ مطلب تو تھا آگے سے سمجھایا ہوا

ہمارا اشک سوزان ہے کہ ہے انگارہ آتش کا — مژہ سے شمع سان اڑتا ہی جو فوارہ آتش کا
تھا اپنا جو وہ رشک چمن تو پھر گلستان مین — خوش آتا ہے کسی ای بلبلون نظارہ آتش کا
برنگ طفل لخت دل پڑے ہین جہوٹی آنکہین — یہہ کیا ہے موج اشک گرم ہی گہوارہ آتش کا
یو جاری لو مین شوخ شعلہ رو کے ای مسلمانو — مین ہون آتش پرستون کی طرح ہموارہ آتش کا
لگے جیب سے لگن اوس شمع رو سے زندہ جلتا ہون — ستی کی طرح دل اپنا ہوا آوارہ آتش کا
لگی سینہ مین جو آتش تو دلکی بیقراری ہے — سرشک گرم سے دوڑا دیا ہرکارہ آتش کا

نکیون اے ربط چھوڑون یہو جہڑی اشک مسلسل کی
تماشا دیکھتا ہے وہ میرا مہ پارہ آتش کا

فلک پر ہر سحر جلوہ ہی کیا خورشید تابان کا — یہہ شعلہ ہے کسی دل سوختہ کی آہ سوزان کا
سبق خوان مصحف رخسار کا ہون شوخ چشمون کے — جو ہے پیش نظر زیر و زبر ہر موی مژگان کا
کمر غایب ہے اوسکی دیدۂ نازک خیالان سے — تو ہم ہی یوہنی اوسپر رگ گل کا رگ جان کا
تکرما غرق چاہ غم اوسے ای غیرت یوسف — جو ہو کے چاہنے والا تیرے چاہ زنخدان کا
رخ و ابرو کو بت کے مصحف و کعبہ اگر بولین — مسلمانون یہہ مسئلا ہی ہمارے دین و ایمان کا
نہین سبب موجب از روز دن پریشانی میرے دلکی — ہوا ہے اسکو پھر سودا کسی زلف پریشان کا

جو ہے ای ربط ذکر عشق اور توصیف گلرویان

میرا دیوان گویا باب پنجم ہے گلستان کا

اوس رشک سرو کا قد طناز دیکھنا
وہ ناز وہ کرشمہ وہ انداز دیکھنا

غصہ سے مارتا ہے جلاتا ہے پیار سے
رشک مسیح کا میرے اعجاز دیکھنا

بے التفاتیونکا تو اوسکے ہوا ذکر
کیا جا لگا ہے وہان کوئی غماز دیکھنا

قطعہ

غش اس ادا پہ اوسکی ہون چھیڑون جو ذکر وصل
کیا ہے رے کہلکے ہنسنا بصد ناز دیکھنا

اقبال وصل انکہون سے کر کر کہی ہی یہہ
سن رابطہ یہہ کہین نہ کہلے راز دیکھنا

گلی تہی یا وہ دشت کربلا تہا
کہ اوسکے تیغ تہی اپنا گلا تہا

یہہ کیا گریہ سے لعل انکہین ہین یا شب
کسی پائے نگارین پر ملا تہا

نہ لاتا جو تو قاصد مژدہ وصل
تو یہہ جی دل کے ہاتہو نسے چلا تہا

اوٹہایا صبح دم بوسہ کا طوفان
اکیلا ہین نہ تہا اتنا بہلا تہا

قطعہ

دیا بہی صبح ہوتے شب کو ای شمع
جو پروانہ تیرے لو مین جلا تہا

جلانا تہا نہ اوس دلسوز کو حیف
وہ تیرا تہا بہلا تہا یا برا تہا

ہتاب اپنے مہروش کے روبرو رابطہ
جو دیکہا بدر کا جوبن ڈہلا تہا

کرونگے طے رہ الفت یہہ ارادہ ہی میرے دل کا
پہرا کوئی نجاکر کسی سے پوچہون حال منزل کا

کہیون ہو دلکو میرے اشتیاق ابروئے قاتل کا
کہ آب تیغ الفت سے خمیر اپنی ہوا گل کا

پتنگے کو جلاتے تو جلایا رات کو لیکن
نہ توڑا صبح تک پہر تار اشک شمع محفل کا

نہین یہان دسترس گر قتل ہو جاوین یہہ حیلہ سے
بہلا محشر مین تو ہو جاوین دامنگیر قاتل کا

خمیر اپنی سیہ بختی کا جو تہا کاشکے یارب
بتون کے صرف ہوتا خال لب یا عنبرین تل کا

کبہی آہین کبہی آنسو ہین یہان لیکن یہہ چہرہ سے
چراغ داغ روشن ہا دوبارا نہین رہا دلکا

کنارہ ہے ذقن کے چاہ سے ای رلط بہتر ہی
غریق بحر عشق اوسکا نہ پہر منہہ دیکہے ساحل کا

کسیکے کاکل کا تصور آگیا
پیش چشم اک ابر سا جو چہا گیا

بوسہ لیکر وصل چاہا تو کہے
منہہ لگاتے ہی تو کچہہ اترا گیا

درد دل رفتہ کا ہے سنتا ہون آت
اوس گلی مین اک جوان مارا گیا

آپ کے نزدیک تو یہہ کہیل ہے
جی گیا میرا تمہارا کیا گیا

بوسہ اک دیکر تو دل کو لے گئے
کیون خفا ہوتے ہو پہر آیا گیا

قطعہ

کیا ہی کیفیت ہوئی کہنے لگا
نشہ کی جب وہ مزے مین آگیا

پی لیے اس شیشہ کو غٹ غٹ کرکے رلط
جو نہ پیوے تو تو مجکو کہا گیا

سر سے اپنے جو سایۂ بال ہما گیا
شاداب استخوان سے ہمارے فرا گیا

جس جا وہ آستانہ ہمین یاد آگیا
جیون نقش پا نہ اُٹھہ سکے ہرگز ادہر گیا

زلف اوسکی رخ پہ جیونہی سر شام آگئے
مغرب کی سمت قہر قیامت چلا گیا

رونے پہ میرے خندہ زنی کی جو اوسنے رات
پر ابر مین نہ برق سے ہرگز ہنسا گیا

کہلتے ہی غنچہ یون نکل آئے جو صبح کو
ہونٹون سے اوسکے تیری لبون کا مزا گیا

کس وجہ بحر حیرت دل ہو گہمن وان
جیسا کہ آب آئینہ کیسا بہا گیا

کہنی کو ہم ہی اہل زبان ہین برنگ شمع
سنیے کہ ربط سو جہہ پڑے ہے کچہہ کہا گیا

زر گل دامن گلچین مین اگر بہر دینا
اسکا تاوان مجہے باد صحر بہر دینا

فرش کیا عرش تلک دود آہ کے شرمانیکو
نور سے ایکشب ای رشک قمر بہر دینا

یاد آتا ہے تو اترا وہ میرا پیے لینا
اور وہ ساغر مل یار کا بہر بہر دینا

منعم جو چہوڑ نجاتا کوئی آزاد اسکو
کام آتا یہہ اگر مال سے گہر بہر دینا

نہ رہی اونکی تو آنیکی امید مگر
آہین کچہہ پاس ہے اور ایک پہر بہر دینا

حکم دیوان یہہ ہیرا اونکا ہے کہ زرین پوچہے
قتل عاشق جو کری اوسکو سپر بہر دینا

آہ بہرسکے یہہ کہتا ہی صحرا سی اب ربط
یا الہی میرے آہون مین اثر بہر دینا

جیون حباب ہی بحر مین نشان تماشا ہو لیا
ایک یہان تو مٹا اگر وہان ایک پیدا ہو گیا

لہو ہوا قاصد میر کوچہ مین وس ملتیں کے
خوب سے طالع سے ہدہد تہا سو عنقا ہو گیا

انتظاری ہی اشد الموت ہی بیمار کو — کام آئے تک مسیحا کے ہمارا ہوگیا
آہ سینہ سے میری نکلی کہ آتش بن گئے — اشک آنکہون سے میرے ٹپکا کہ دریا ہوگیا
نکہت گل تو سہی نکلے گریبان پہاڑ کر — صبح اوس گل کا اگر بند قبا وا ہوگیا
وہان تبسم مین کہلی لب یہان ہوا دل چاک چاک — خندۂ دندان نمائی یار آرا ہوگیا
تہا دماغ اپنے دل مجروح کا جو عرش پر — زخم کا اوسکی پر جبریل پہاہا ہوگیا
جسم زار اپنا بزنگ رشتۂ سلک گہر — موجب جمع دل ارباب صفا کا ہوگیا

قطعہ

جی دیا اپنا پتنگے نے اگر محفل مین رات — روتے روتے شمع کا بہی حال پتلا ہوگیا
گریہ بلبل پہ گل ہے ایک چشم خون چکان — سرو پر مرتی ہی کیون قمری تجہی کیا ہوگیا
ایک مدت سے کہٹکتا تہا بزنگ خار یہہ — دل اگر جاتا رہا پہلو سے اچہا ہوگیا

ربط کا یہہ حال پہونچا ہے کہ اوٹہہ سکتا نہین
مثل نقش پا جہان بیٹہا وہین کا ہوگیا

دل جو آنکہون سے بہا خون ہو اس ناشاد کا — تہا رگ جان خرمن نشتر مگر فصاد کا
ہے تصور جب سے مجکو اوس ستم ایجاد کا — محو خاطر ہوگیا چرچا خدا کے یاد کا

قطعہ

تہی جہان غنچہ کو نسبت منہہ سے کہنچا ادسیم — ہان دہن چہوٹا سا ہی قایل ہون اس ارشاد کا
یہان تو نسبت چشم کو ہی نرگس مجنون سے — ہے نہین اس شعر پر کہئے ارادہ صاد کا
اک ادا مین سیکڑون یہان آتے دن ہوتے ہین قتل — یار کے تیغ نگہہ تیشہ ہے کیا جلاد کا

طایر دل تو پہنسا دام مین اوس زلف کے
بلبلو کچہ ڈر نہین ہمکو رہا صیاد کا

تل نہین واقف نہین کس سے کہین ہم درد دل
داد گر کوئی نہین ہی اس دل بیداد کا

عالم بالا ہی کسکا راست کہدو قمریو
اوس قد طناز کا یا سرو یا شمشاد کا

ان بتون سے ربط امید وفا ہی کچہ نہین
قصہ شیرین سُنا اور ماجرا فرہاد کا

لکہون جو وصف گرد یوا نمین اوس لف معنبر کا
رگ جانکو کرون اپنی نہ کیونکر تار مسطر کا

ہمارا دیکہہ و نا ڈبڈبا مین آنکہہ کیا اوسکی
وہ ہتا گریہ پہ شیشہ کے بہر آنا چشم ساغر کا

تصور مین ہے تیر مژگان کے مین لوٹا ہون کانٹو نپر
گری ہے بلکہ ہر ہر تار بستر کام نشتر کا

جلا کر راکہ کرے تاب و توان کو سوزش غم نے
رکہی ہے حلم ہر داغ جگر خورشید محشر کا

وہ میرا قتل چاہی تو مجہے اس سخت جانی سے
یہی ڈر ہے کہی اوسکی نہ منہہ پہر جائے خنجر کا

بنا گوش صنم کے یاد مین جو اشک ریزان ہون
ہر اک آنسو میرا منہہ مارتا ہی آب گوہر کا

نگاہ شوق کو اے ربط رکہنا حسن خوبان پر
تو پائے ناز سے دست ہوس کو اپنے مت سرکا

کل جو خلوت مین وہ گل محو خود آرائی تہا
آئنہ پشت بدیوار تماشائی تہا

تیرے قامت نے کیا خوب ہی سیدہا اونکو
سرو گلشن کو بہت دعوئے رعنائی تہا

خوف اب کیا ہی مجہے نیک و بد دنیا کا
یہہ تصور ہے تیرا موجب رسوائی تہا

سیکڑون جی اوٹہی مردے تہے جو کل کدم مین
غمزۂ چشم کہ اعجاز مسیحا سئے تہا

وحشت دل نے مجھے دشت مین کھینچا رابطہ
ورنہ یہان کسکو سر آبلہ فرسائی تھا

شق کیا سینہ کو جیون خامہ سخن پیدا کیا
زخم کھایا ہمنے جب منہہ پر دہن پیدا کیا

دل نے نقد عقل و جان سب کچھ دیا پر وقت مرگ
مین نے جلدی دامن صحرا کفن پیدا کیا

خوش ترکھا آپ کچھ دلسے نہ ہمکو ای نصیب
عاشقیکا جب سے اس مشفق نے فن پیدا کیا

جوش گریہ جب تلک تھا رشک گلشن تھی ہم
خون رو یا جس جگہہ ہمنے چمن پیدا کیا

شام غربت مین ہمین تھا کس قدر شوق دیار
جیب پہارا جلوۂ صبح وطن پیدا کیا

عاقبت مثل گل تر مردہ گشتون نے تیرے
پیرہن کو چاک کر ڈالا کفن پیدا کیا

پہر دماغ و دل جو مایل سا پریشانی پہ ہے
رابطہ نے سودای زلف پر شکن پیدا کیا

بعد مردن بہی یہہ شوق گل رخسار رہوا
کہ غبار اوڑکے میرا نکہت گلزار رہوا

شمع سان تہا جو نہان سوز نمودار ہوا
داغ تاک مجھے آخر گل دستار ہوا

مجھہ کف خاک کی جبریل نے دیکھی قدرت
ہفتمی چرخ سے جب نالہ میرا پار ہوا

تیر کے طرح لگا دلکو جب اوسکا دشنام
لب معشوق سے مجھے ہر لب سوفار ہوا

مشتری یوسف سے خو کے ہے خواہش چند
کوچۂ دل مین بنا مصر کا بازار ہوا

کوچۂ یار کو سمجھا چمن رضوان مین
سایہ طوبے کا مجھے سایہ دیوار ہوا

موند لے بزم گلستان مین جو نینن منقار
خاطر بلبل شیدا پہ چمن بار ہوا

سینہ پر داغ تہا جب تو ہوا تہی گل کے — اب تو میرا ہے قفس غیرت گلزار ہوا

ناتوانی کا میرا اب تو یہہ رتبہ پہونچا — کہ تیرا نازا وٹہانا بہی مجہے دشوار ہوا

یاد دندان مین صفائی صدف سینہ ربط

سامنے جسکے پسینہ دُرِ شہوار ہوا

جب سے جلنے کا میری دلنے ہنر پیدا کیا — کیا جگرنے آتش آتش نے جگر پیدا کیا

نقش پانے میری اوس رہ مین کہ تہا آب آفتاب — رفتہ رفتہ آب ورنگ چشم تر پیدا کیا

اہل دولت کی نہ کیونکر ہون ہوا خواہان غیر — بلبلین نے مر گئین جب گل نے زر پیدا کیا

مرد کے ہسان مدو شد ہی نہین بالیدگر — کیا ہوا نزدیک جو اوس کے ٹہرے گہر پیدا کیا

عیب اس کے سر سے طرح پیکان تیر یار نے — چشم ہای زخم مین نور نظر پیدا کیا

پیشتر سے قامت انسان پر غالب ہے نفس — قبل انسان الف نے بہی زبر پیدا کیا

منزل آخر تک اپنی ساتہ ہی شوق سخن — عمر نے طبع روانکو ہم سفر پیدا کیا

اک مزہ ہا ہی غمزہ ہای چشم شیرین کار مین — تلخیے بادام نے لطف شکر پیدا کیا

گریۂ دل پر ہی اوسکو خندۂ دندان نما — جوشش آب شور نے آخر گہر پیدا کیا

اشک سوزان ہی کہ اعجاز ہوا یار سے — آتش دل سے نے مزاج گرم وتر پیدا کیا

سینہ ربط سو نے طلوع آفتاب داغ سے — جلوۂ چاک گریبان سحر پیدا کیا

قطعہ

یہہ کوئی اوس غمزہ و مژگان و آبرو سے کہے — ربط سے تمنے تنفر اسقدر پیدا کیا

تیر کو اللہ نے بھر جگر پیدا کیا
تیغ بھر سینہ خنجر بہر سر پیدا کیا

بے اثر تہا یہہ کہ اسنے کچھہ اثر پیدا کیا
نالہ اب کے شور سے کند راکہ شر پیدا کیا

چہوڑ کر سو تونکو پھر سو اوٹھہ گئی تک مثل نرد
عشقبازی نے ادہر مارا ادہر پیدا کیا

آگے اب اسکی تکلیف ہی کہ خواہش نے میرے
ہان نہین مین آپکے حسن گہر پیدا کیا

جو رگ گل کو نہ دیتی دل تو کیون رنگ لئے لہو
تو نے یہہ بلبل کہان سے نیشتر پیدا کیا

سمجھے ہین تو کیا حاصل بچہہ جز جانکی مشیت
تو نے کیا گلشن سے ای ناصح پیدا کیا

واہ ری باریکئے قدرت دل لدار نے
موشگاف اسکو تو اسکو موکمر پیدا کیا

رانکو فیض تصور سے کسی خورشید کے
داغ دلنے یک بیک نور قمر پیدا کیا

ہین کسی قابل نہین پر حق تعالی نے مجھی
آنکہ ان جا کیلئے لیا جان کر پیدا کیا

قطعہ

ظلم کا مارا ہوا جیتا ہے الفت میں کہان
شکر حق جسنے تجھے بیداد گر پیدا کیا

فیض سے سوز جگر یا درد سر فرما دیئے
رابطہ ان باتون سے تجکو کیا گر پیدا کیا

یہہ تبا دل شفقت ہی کسو ئی کہ سوز و درد کو
اسکے یہان تو نے ہی کچھہ و بیخبر پیدا کیا

باے موحدہ

وہ لطف و کرم اور عنایت نہین اب
وہ ناز و ادا اور اشارات نہین اب

ہے نالہ جانسوز یہی یہہ ہو ہم گرمائے / اے اشک ذرا ٹھہر کہ برسات نہین ہے

قطعہ ستہ شعر

کیا کہئے اسے شامت اعمال ہی اپنی / جز خوبی تقدیر کوئی بات نہین اب

پہلے تو کبھی دیتے تہی اک بوسہ عنایت / سو وہ بہی میسر ہمین ہیہات نہین اب

اسپر بہی اگر چہیڑ نئے کچھہ اونسی تو فی الفور / گالی سکے سوا حرف و حکایات نہین اب

گر چاہ جتاؤن تو وہ کہتا ہے غلط ہی / باور مجہے زنہار تیری بات نہین اب

جو حال ہے دلکا وہ کہین کس سے عزیزو / اوس شوخ سے ہوتی ملاقات نہین اب

قطعہ

مدت مین وہ گل سے تہی کہنے لگے اسپر / اگلی سے مجہے فرصت اوقات نہین اب

جو قصۂ درد اپنا سنانا ہے سنا لو / جانے دو سب مجہے ربط کہ کچھہ رات نہین اب

بس اک نگاہ شوخ نے کیا کاری عجب / حالت ہے تیرے نرگس عیار کی عجب

ہوتی ہین ہر قدم یہ چمن مین ہزار خون / ای سرو قد یہہ طرز ہے رفتار کی عجب

کس رنگ لوٹتے ہو چمن مین بہار گل / قسمت نئی ہے بلبل گلزار کی عجب

دامن سکے تختے تختہ گلزار ہو گئے / دیکھے بہار دیدۂ خونبار کے عجب

فرہاد و قیس کو کرے جنت خدا نصیب / رونق تہے اونسے وادی و کہسار کی عجب

ہوگئے دوا مفید دعا کا نکچھہ اثر / صورت نہیں ہی ہے اب میرے آزار کی عجب

اے ربط عقدے کہل گئے بلبل کی دل کی سب
غنچون سنے باد صبح سے تکرار کی عجب

کرم جو کچھہ کری اپنا وہ محبوب / بہت بہتر بہت اچھا بہت خوب
جب اوس چاہ ذقن کی آگئی یاد / گیا پھر جیسے میرا دو دوپہر ڈوب
نرکھہ امید کچھہ اہل جہان سے / جہان کا دن بدن بدتر ہے اسلوب
نصیحت مجکو لاحاصل ہے ناصح / کہ غالب عشق ہے اور عقل مغلوب
مرین ہم کیون نہ اوس سیب ذقن پر / نہایت طبع کے اپنے ہی مرغوب
گیا پاس اوسکی جو شب چونک اوٹہا وہ / ہوا اپنی جگہہ مین سخت محجوب
دل رفتہ کچھہ بس اتنے نکر یاد / نہ رہ یوسف کے غم مین مثل یعقوب

قطعہ

پڑہا آگے گل وسکے مین اک شعر / تو ہنسکر وہ لگا کہنے کہ کیا خوب
سخن گوئی کا تمکو ربط ہے جیسے
کہا جو شعر تمنے سو خوش اسلوب

تیغ سے تیر سے وہ غمزہ خونخوار ہی خوب / جس سے بن مار مری خلق وہ ہتیار ہی خوب
جو تجھے خوف قیامت ہے تو سمجھہ کہ اک [illegible] / تیرے رفتار کہ اوس شوق کی رفتار ہی خوب
جنس الوسہ کو ہم دیتے ہین جو نقد ملے / سو خریدار نہین کوی یہہ بازار ہی خوب

قطعہ

خدمتین کی ہین یقین تہا کہ رہینگی پرائے — سو در انداز لیسی بعضو تکی تو بیزار ہی خوب
ڈہونڈنے لگی ہم اسی شہر مین لیسا اوکی — ایک سی ایک یہان یار طرحدار ہی خوب
شام کی صبح ہوئی صبح کی پہر شام ہوئی — یار انکار تو تہا ہی مگر اقرار ہی خوب

ربط ہے ربط لب یار سے پہر کیون نکہون
معدن لعل سے یہہ دیدہ خونبار ہے خوب

ماہ سے مہر سی بجلی سی وہ رخسار ہی خوب — عنبر و مشک سی وہ زلف سیہ کار ہی خوب
تیغ سے قوس سے محراب حرم سے سب سے — ہم سے پوچہو تو وہی ابروئی خمدار ہی خوب
چور سی ٹہگ سی دغاباز تقصیر معاف — شرمگین آپ کی یہہ چشم عیار ہی خوب

قطعہ

شمع سی گل سی صنوبر سی ہر آج حسن جمال — نور مین رنگ مین قامت مین وہ دلدار ہے خوب
قمری و بلبل و پروانہ سی ہا آن ہمہ شور — سوز مین ساز مین غم مین یہہ دل افگار ہے خوب
شہد سی قند سی مصر سی ہماری نزدیک — بوسۂ بامزہ لعل شکربار ہی خوب

آج کل سحر سے جادو سی کرامات سے ربط
غمزۂ فتنہ گر چشم فسونکار ہے خوب

اپنی ماتون سی کہلا دیکہی رکابی کی کباب — یون مزہ دیتی نہین خنبہ مسیحا کی کباب
اب جو اوسکی بزم مین پہوچون تو شاید منہہ لگا — ہو گیا ہون جلکی غم مین ربابی کی کباب
اسطرح سی داغ ہین سینہ مین دلکی ور برو — جیون اگر کی دامن مین ہین گلابی کی کباب

ہے شرابی کی شراب اوس چشم ستی ہی سو کیفیت
ہے قرہ اوس لعل جلی سی ہین کبابی کی کباب

قطعہ

اختر و نکو انہی چمکایا تو ہی تو نی فلک
دیکھکر شب چشم بد دور اوس شرابی کی کباب

صبح ہوتی مجمر خورشید مین مثل سپند
جل نجاوین تو بہی تیری رکابی کی کباب

قطعہ

خاک جلنی کا مزا جب ایک ہی دم مین ہیگا
ہو گیا جل ہین ہماری اضطرابی کی کباب

یون جلاتی ہین دل گریان کو اوس ہم شمع ہم
بہونتی ہین سیخ پر جیون مرغ آبی کی کباب

نفرت الٰہی دل بریان ہی اوس چشم کو
ہین پسند طبع ورنہ ہر شرابی کی کباب

جب نہ تب سینہ سی اجالی ہی بولی سوختہ
دل جگر ہین ربط اس مشت خرابی کی کباب

کس لیے آنیکی صبا لائی خبر آخر شب
گل جو یون خندہ زن آتی ہین نظر آخر شب

عکس اوس نو رجبین کا ہی تہ زلف کی بدر
بام افلاک سی آیا ہی اوتر آخر شب

ہان پتنگی کو جلاتی تو جلایا لیکن
جی دیا شمع نی اوس سوز سی آخر شب

قطعہ

دلکو بہت سی کہ سکہہ اس فکر مین سویا تو کہا
دل نے بیداد مجہی نیند سی کر آخر شب

گریہ شمع کے غصہ کو ذرا دیکھی ولی
خندہ صبح پہ کرتی ہی نظر آخر شب

منتظر تہا مین کہ آ قاصد پس آتے مین
دیکھیا اوسکے نہ آنیکی خبر آخر شب

طاقت و تاب و توان یار کی جانے ہے صبا — اور گئے مثل طیوران سحر آخر شب
دہونڈتا پایا تو نہین چہوٹے کی رہا تب پہونچا — دست موباف تیر آتا بہ کمر آخر شب

ربط نسبت نہی کچہہ اوس سے جو ہونا پر نور
اول شام کو خورشید قمر آخر شب

باب الباء فارسی

آپ سے جاتا ہون جب آتی ہین آپ — آپ مین آتا ہون تب جاتی ہین آپ
مر کہین یہہ بات فرماتی ہین آپ — لیکن اسکو دلمین کب لاتی ہین آپ
کہکر اپنے بسملونکی سرگذشت — اور میرے جی کو ترپاتی ہین آپ
ہان گلے پر دہار خنجر کے سہے — کیون مجہے پانیکو ترساتی ہین آپ
یہہ نپوچہا ہو جو ہو کے موت — زخم کوئی تیغ کا کہاتی ہین آپ
اور ہون تو جیی بہی چاہے کہ وے — دلکو لیکر جب مکر جاتی ہین آپ
جستجو کی جستجو اب مٹ گئی — آپ کو ہم آپ مین پاتی ہین آپ
ہم یہہ کہہ کر کہ اب آتا ہے یار — اس دل مضطر کو بہلاتی ہین آپ
تیرا خلوت سرا مین تہا سو وہم — ہین کہ تم اب کس سی شرماتی ہین آپ

بہگیا کیا نکلے ربط انکہون سے جیسے
آنسوونکا منہہ برساتی ہین آپ

باب التاء فوقانی

جلائی دلکو جو پروانہ وار ساری رات
ہوا نہ شمع سوا ہان کوئی اشکبار رات

ہوئی تہی شام سی اسدلکو یہ پریشانی رات
خیال کاکل پیچان کا تہا جو ساری رات

پلٹ گیا وہ میرے دل تلک آکے جب سے خواب رات
ہماری بخت کی تجہہ بھی کیا نہ یاری رات

لبس آفتاب نے نکلا ہوی صبح جانے سے رات
نظر جو خواب مین صورت پڑی تمہاری رات

یہہ آہ و زاری مین وس شعلے کے وقت رات
کیا نہ شمع سوا کوئی غمگساری رات

غم فراق کی آتش نہین بجہی انہہ سے رات
کیا تہا دیدہ تر نے ہی اشکباری رات

فراق یار مین جانے سی ربط تاب و توان
عجب طرح کی رہی دل کو بیقراری رات

دنیا مین رہے جو دم غنیمت
جانو اسکو نہ کم غنیمت

تیرے جور و جفا ہین مجہہ پر
جو کچہہ ہے سو کرم غنیمت

شعلہ سا ہوا ہی دل پہ جیون شمع
اتنا ہے چشم نم غنیمت

چہوڑا جو ستمگری کو اوس نے
مانا اپنے قسم غنیمت

محراب حرم سے کام کیا شیخ
اوسکے ابرو کا خم غنیمت

لین نام خدا نہ پوجین بت کو
ہمکو تیرے قدم غنیمت

اے ربط جو زلف کے ہین ماری

سنبل سمجھے نہ سم غنیمت

وہان جو گلشن مین ہے بہار بہت
آئینہ کی بہی کہل گئے قلعی
جب سے اوٹھا ہے تیری لقوہ کن
نہین ٹھہری برابر اوس رخ کے
ہوتے اپنے مین جو چلے آتے
چشم بدمست کا چڑہا تہا نشہ

یہان بہی ہے سینہ دانہ دار بہت
صاف اوس سے ہی روئی یار بہت
دل پہ ہوتی ہے مار مار بہت
ٹھہرو مہ کو گئے شمار بہت
رات کہینچا مین انتظار بہت
اتبک آنکھو نمین ہے خمار بہت

ہجر الفت مین آبرو پائے
جیون ٹھہر ربط آبدار بہت

گر غور سے دیکہو تو ہو دیدار کی صورت
ہے عین بلا زلف سیہ کار کیصورت
با دام مین رکہا عوض گو رکی اوسکو

جیون آئینہ دل ہے مین دلدار کیصورت
ہے اوسکی نگہہ غمزہ خونخوار کیصورت
پہونچے یہہ تیری چشم کی بیمار کیصورت

قطعہ

دل ہم اونہین دیتے دہن وہ بوسہ نہین دیتی
وہ ترک لیا چاہتا ہی مفت مجہی مول
جو شمع ہی مرکز کی صفت جذبہ دل سے
ای بلبلو کیا حال کہین کوئی روس سے

سودا تو یہہ جب ہو مٹی تکرار کیصورت
دیکہا یہہ نئے عشق کی بازار کیصورت
پروانہ بہرا کرتا ہی پرکار کیصورت
اوس غنچہ دہن سی نہین گفتار کیصورت

جاتا ہون خودی سے مین جب آتی ہین وہ دلمین — کیونکر ہو بھلا یار کی دیدار کیصورت

بلبل کی روش پر ربط ہزارون کے ہو خواہان
دیکھا جو گل و غنچونکو زردار کی صورت

باب ثا مثلثہ

نکر غرور کہ ہی یہہ گھر اور زر میراث — کہ چھور جانیکو کہتے ہین یہ خبر میراث
برنگ لالہ بجز داغ باغ عالم سے — نہ لیگیا کوئی چہاتی پہ اپنی دہر میراث
ہماری دلکو تو لیتے ہو پہر ہمین دینا — کہ ملک ہی یہہ ہماری اگر نہین میراث
رہا غم دل سودازدہ مین سر گردان — غرض دماغ کو پہونچی نہ درد سر میراث
اوٹھائی جسنے مشقت ہوا وہی عامل — یہہ علم ارث کسیکی نہ کچھہ ہنر میراث
یہہ گرد باد بیابان ہے یا وفات کی بعد — کسی دیوانہ کی مٹی ہے بادبر میراث

حباب وار مین خانہ بدوش ہم ای ربط
ڈوبا کی بہتے ہین پانی مین تہا جو گھر میراث

تم جو ہم سے خفا ہو گیا باعث — نہین معلوم کچھہ ہوا باعث
آج انکھونسے دم گیا اوسکا — تہا جو بیمار چشم کا باعث
خندہ رو گل ہین سب جو گلشن مین — تونی کیا لائی ای ہبا باعث
غیر ممکن ہے ہو کمی سنیئے — جو مقدر مین ہے لکھا باعث

رہین بیفکر ایک جا ہم وہ ۂ | کبھی ایسا کری خدا باعث

قطعہ

وہ جو روٹھے تو رات گل مین نے | پوچھا کیا ہے میری خطا باعث

ربط کہنے لگا وہ غصہ سے
ہان جو ہونا تھا ہو چکا باعث

باب الجیم

کل تلک جو کہا کری تھے یہان نیکو کل آج | وہ باتون ہی باتون مین گئی صاف بدل آج
پھر چرخ پہ گل مد بر نہ گھٹ جائے تو کہنا | وہ ماہ اگر بام پہ آ جای نکل آج
غم کھا کی جو ہم پیتے تھی خون جگر مین کلتلک | اب ضعف سی آیا ہی کچھ اسمین ہے خلل آج
چشم کی بیمار کی کچھ چشم تھی کل تک | آخر کو دم اوسکا گیا انکھون سے نکل آج
کہتا ہی وہ کل جینے کے ہو جسکو تمنا | جی لیکے میرے کوچہ سی وہ جائے نکل آج
با تو مین ملاونین کس انداز سے اونکو | گر یاری تقدیر سے ملجای محل آج

کلتک تو نہتا ربط فروغ اپنے سخن کو
وصف رخ پر نور سے چمکی ہے غزل آج

میری لئی جو خم سے نکالی شراب آج | نکلا ہے کسطرف سی مغان آفتاب آج
قاصد یہ کہیو اوسنی کہ آ نا شتاب آج | گل کی طرح ہے دیر نکرنا جناب آج

یہہ رات کسطرح سے کٹی گی فراق کی
جسکو نہ اپنی کل ہے نہ آنکہون مین خواب آج

کم ظرف تہا خودی مین پہر اسو چہلک پڑا
ساقیکی منہہ لگاتی ہی جام شراب آج

تقسیم کر کے سینہ و دلکو سمجہہ لیا
قاتل نے ایک ضرب مین ہم سی حساب آج

رہتے تہے کل تلک جو دماغ آسمان پر
وہ سب ہین صرف خاک جہان خراب آج

کل جو غرور تاج پہ کرتی تہے سرکشی
دم بہر مین صاف مٹ گئی شکل حباب آج

قطعہ

بیمار غم کی اپنی خبر تو نے کچہہ سُنی
تہا کل تلک سو وہ ہی نہین اضطراب آج

اک آن تیغ کے تو خدا جانے ورنہ پائے
بالکل نہین گلے سے اوترتا ہی آب آج

دیکہے سے جسکو اشک بہر آتی ہین جہٹ ہمین
تو کیون رُلا رہا ہی مجہے آفتاب آج

وہ ربط جسکو ہوش مین پاتے ہے کل تلک
دیکہا ہے مین نے اوسپہ چہڑکتے گلاب آج

باب الجیم عجمی

لطف طبع پریشان ہین اس چمن کے بیچ
شمیم گلکو ہی جیون سفر وطن کی بیچ

کہیکی چشم کی ہی وہ سیاہئی مردم
کہ مشک ہی شکم آہوی ختن کی بیچ

بسوز غم نمٹا پیچ و تاب و تار نفس
جلے ہزار رہی بل وہی رسن کے بیچ

جفا شعار کو حاصل نہوئی نتیجہ نیک
ثمر لگے نہ کبہی شاخ گردن کے بیچ

ملال آئینہ دل سیاہ روزی ہے — زوال نور مہ و مہر ہے گہن کے بیچ

زمانہ سفلہ طبیعت کو بخشتا ہے اوج — ہما کی قوت پرواز ہے زغن کے بیچ

گرفتہ دل سے کبھی ضبط راز ہو نسکے — کہ بات غنچہ کی رہتی نہین دہن کے بیچ

قطعہ چہار شعر

وہ چشم و رخ ہی کہ جام شراب و شیشہ گل — شگفتہ پہول ہین نرگس کے یاسمن کے بیچ

وہ زلفین بکہری ہین سنبل طرح عارض پر — کہ لوٹتے ہین سیہ مست دو چمن کے بیچ

کہلی ہے تختہ لالہ کے گرد نافرمان — کہ رنگ پان و مسی ہی لب و دہن کے بیچ

بہار باغ سے مطلب کچھہ خزان سی ہمین
خیال یار مین ہین ربط ہم چمن کی بیچ

ثبات شبنم و گل دیکھہ کر چمن کے بیچ — سرشک چشم مین آئی ہنسی دہن کے بیچ

تمہاری زلف مین تعویز نقری ہی کہان — خط سپید ہے مار سیہ کے پہن کے بیچ

برنگ گل ہین عدم کی فضا سی ہم دلریش — عیان ہے چاک جگر اپنے پیرہن کے بیچ

جو بحر اشک دل زار درمیان آجای — تو فاصلہ نہ رہے گنگ اور جمن کے بیچ

سر غرور نہ کہینچ اے حباب بحر فنا — کہ مہمان ہے اک دم کی روح تن کی بیچ

بجای برگ نمودار ہوین تیشہ تیز — شجر لگاین اگر خاک کوہکن کی بیچ

قطعہ

جنازہ دیکھہ کے اس مشت خاک کا سب سے — وہ بدگمان یہہ کہتا ہے انجمن کی بیچ

میرے دکھانیکو اب اسنے یہہ بناوٹ کے — بجز خبیر نہین اور کچھہ کفن کی بیچ

بزنگ باد وہ ہر اک کو منہہ لگاتی ہین — تمیز کچھہ نہین اونکو تو دکہن کی بیچ

کسیکی عشق نے مارا ہمین جوانی مین — ضیا ہی صبح شب وصل ہے کفن کی بیچ

بہار عمر کو ای ربط جان غمین خزان
کہ نخل شمع نہ سرسبز ہو لگن کے بیچ

نہ تاب ضعف سی جیمین نہ جی ہی تن کی بیچ — حباب وار نہ تن ہی ہی پیرہن کی بیچ

حیات و مرگ یہہ دونون ہین مجتمع اکجا — کہ جا وہ عدم و ہست ہی دہن کی بیچ

قطعہ نہہ شعر

لئی دنونسی جنونمین نکل گیا تہا دل — سو اسطرح سے ملا مجکو ایک بن کے بیچ

نہ دلمین دل نہ جگرمین جگر نہ جیمین جی — نہ منہہ پہ رنگ نہ رونق نہ تاب تن کے بیچ

نسوز و آہ سو اروح جسم مین جیون شمع — نہ تار اشک سو تار پیرہن کی بیچ

سرشک چشم مین اور لب پہ آہ سر پہ خاک — جگر مین درد قلق دل پہ یاس من کے بیچ

یہہ حال دیکھہ مین درد کی اوسکو سمجھایا — ستم نہ جی پہ کر اتنا دیوانہ پن سے بیچ

اوسیلی تجکو قسم جسپہ تو ہوا شیدا — کچھہ اپنی جی کی تو کہہ رکھہ نہ من کی منکی بیچ

تب اوسنی کھینچ کی اک آہ اور کچھہ رو کر — کہا یہہ حال ہے میرا دیوانہ پن کی بیچ

ہوا ہی یار مین دم بہ گیا برنگ خاک — سمائی مٹی مین مٹی یون بدن کی بیچ

سرشک و آہ سی جیتا ہون مین برنگ شمع — میان آتش و آب اس غم و محن کی بیچ

جو حکم ہو تو غزل اور ایک عرض کرون
کہ مجکو ربط ہے تھوڑا سا کچھہ سخن کی بیچ

نہین فتیلہ روشن اوس انجمن کی بیچ
بہ عجز شمع نی تنکا لیا دہن کی بیچ

برنگ شنگ گری ہم جہان و ہینگی ہووے
وطن سفر مین ہوا اپنا سفر وطن کی بیچ

فراق مین نہوی آہ تار دم سی نجات
پہنسا ہوا ہی ہمارا گلا رسن کے بیچ

خیال ہے کہ نزاکت سی وہان لچک جاے
کمر کو باندہی اوسکی اگر سخن کے بیچ

برنگ غنچہ شگفتہ اس چمن سی چلے
دہن کی باب مین ہمارے ہی دم زدن کے بیچ

قسم ہی آپ جو لہو سی حسن تن چہپا این
تکلف ایک طرح کا ہی سادہ پن کے بیچ

عقیق ہوتی ہین سنگ مزار سی پیدا
یہہ کسکی کشتہ لب ذفن ہین من کی بیچ

قطعہ

ہوائی گرد ہے بند ما یہہ سر رشتہ ایجاد
کہ تار دم سے ہی وابستہ روح تن کے بیچ

عدم وجود ہے بازیچہ گاہ کا غدباد
کہانسے آئی کہان یار ایک تن کے بیچ

ہماری شور و فغان مین تکرار عنادل ای بلبل
کہ سخت عیب ہے کرنا سخن سخن کی بیچ

غزل یہہ ہند مین پہونچے تو ناسخ و آتش
کہے کہ ربط ہی خوش فکر ہے دکن کے بیچ

اگر کمال تو رکہتا ہی اپنے فن کی بیچ
بطرز وصف ہو مضمون رقم سخن کے بیچ

کسی زمانہ مین مرزا رفیع تہے سودا
او راب جو پوچہو تو بولو نہین انجمن کے بیچ

جناب ہمدم و فیض و حفیظ و گرم و ہجر
جو شیفتہ کی سنین بلبلین غزل خوانی
عطا و عاشق و اشفاق خواجہ صبا و خبر
سرور و فرحت و الحان جناب شادان کا
ظہور و نادر و طوفان مسرت اور متین
رضا و قنبر و آئین و برق و مولائی
بہار و قایم و دایم شجیع و رستم و شیر
نظیر لایق و ارمان اور قمر فرحان
غزل کو چھیڑے زہرہ جو شاہ گستر کے
ہر ایک منتخب روزگار لاثانی

نہ ایسے ہند مین شاعر نہ ہین دکن کی بیچ
تو کہو لکرو ہین ہیچ اپن منہہ چمن کے بیچ
یقین کہ درد ہین جرات ہین سخن کے بیچ
نظیر بزم سخن مین نہین زمن کی بیچ
یہہ رشک میر ہین اوستاد اپنے فن کی بیچ
فصاحت انمین جو ہی کہان حسن کے بیچ
سب انتخاب ہین یہہ لوگ اپنی فن کے بیچ
ہزار غمزہ ہین جیسے ہر اک سخن کی بیچ
یقین ہے وجد فرشتونکو ہو لگن کے بیچ
ہر ایک جوہر قابل ہے اپنی فن کی بیچ

مجھی ہے عزت و فخر ان سبھوں کی شاگردی
کلام کچھہ نہین ای ربط اس سخن کی بیچ

باب الحاء مہملہ

کیون نہ ہو موج اشک و فرگان ہیچ یار آئینکی طرح
ربط اون لفونسی وکچھی تو ہو دیوانہ کیطرح
ہی تو سنبل مین بہی کچھہ کچھہ پیچ و تاب کچھہ خم

اسمین سب زلفونکی طور اور اسمین سب شانیکی طرح
تو بھی دل آنچا صد چاک ہو شانیکی طرح
پر نہ آئی یار کے زلفونکی بل کہانیکی طرح

دیکھتے ہی کیفیت ساقی کی چشم مست کے
چلگئی محفل کی محفل شیشہ و پیمانہ کی طرح

روی گل کو دیکھتے ہی ربط تم رونی لگے
کیا یہی ہوتی ہے صاحب دلکی بہلانیکی طرح

آوارہ جستجو مین ہے کسے ضیا کی طرح
ملتا ہے پر نظر نہین آتا ہوا کی طرح

رہتا ہون قید خانہ زنجیر مین کوئی
کہٹکا ذرا ہوا کہ مین نکلا صدا کی طرح

اعجاز سے سخن کے ہین دور ای کلیم
گر اژدہا ہے مرا خانہ عصا کی طرح

ڈالا رہیگا ہاتہ مین صیاد کب تلگ
اوڑ جاونگا مین طایر رنگ حنا کی طرح

ہے طرفہ ماجرا یہ ہے روز سے غیر ربط
گردش رہی نصیب مجھے آسیا کی طرح

ہل مل کے سوئی تہی اتنی مین آہ صبح
اچھا سلوک ہم سے کیا واہ واہ صبح

مین جہک گیا نشہ مین اونہین دیکہتی ہی کام
کرتی ہے جام وعی کا وہ چشم و نگاہ صبح

قطعہ

ٹک چشم تم تو کرتا تہا جل جل کے غم مین حیف
عاشق پہ میرے جی دیا ای رشک ماہ صبح

ظالم جلے جو خانہ تن شب تلگ کاہ
رو رو کے شمع ٹپکے ہی سر سے کلاہ صبح

زلفوں کا کس کے رات سے تہا ربط کو خیال
ہوتے ہی ضعف سے جو گرہ لب پہ آہ صبح

باب الخاء معجمہ

گلشن مین ہے جو رنگ گل لالہ زار شوخ
اوس سے تو ہی بہار دل داغدار شوخ

یا آنکھ لالہ رویون نے اپنا جلای خون
گلرو کا اونسے روی نگارین ہزار شوخ

قسمت کے اپنی چرخ سی ہم خاک مین ملے
برا ہے فلک ہوا نہ کبھی ہمکنار شوخ

گل سے کے روش ہزارون ہی کٹ کٹ کے گر پڑے
گلشن مین صبح آئی جو باد بہار شوخ

مرجان مین یہہ رنگ کہانسی ہو جو ہے مٹے
یاقوت سرخ ہی ہین لب لعل نگار شوخ

بو کیطرح خود بسی نہ باہر بلبلو ؟
بولی صبا نے آئے چمن مین ہزار شوخ

مقتل مین ربط گل جو لسیکا ہوا ہے خون
رنگ حنا سے آج ہے دست نگار شوخ

یہہ جلوہ نور کا ہے یا تیرا رخ
اب اسکو مہر و مہ کہئے و یا رخ

ہزار ونکا ہوا گل خون چمن مین
سپئے گلگشت جو اوسکا ہوا رخ

عکس کی طرح ہم سرلا کہہ پیٹے
کبھی اوس سے نہین ہم پر کیا رخ

ستم اوسکی نگہہ جادو ہین آنکھین
بلا ہے زلف اور صلے علی رخ

گیا خورشید ماری شرم کے ڈوب
نظر اوسکے پڑا جو یار کا رخ

یہی کہتی تہی گل ساری خدائے
تماشا ہے غضب ہے آپکا رخ

رہے خود محو سے حیرانی سے اپنے
جو دیکھے ربط آئینہ ترا رخ

باب الدال

کردی صیاد نے تا کا کی گر بند کے بند
اوسکے ہم دام محبت مین ہین پابند کے بند

مشت پر ضعف سے پامال صبا کیون ہووے
رہتے ہم کنج قفس ہی مین اگر بند کے بند

یک قلم ہہنی تصور مین ترے زلف کی شب
کالی گر دای ہین ای رشک قمر بند کے بند

کم نہین دام سے رشتہ رگ گلکا اوسکو
باغبان کہول ہی دے بلبل پر بند کے بند

آسمان کی نہ زمین کی ہوے ہم مشت غبار
موج زنجیر ہوا مین ہین ادہر بند کے بند

شام کو زلف سے نکلی تہی پہر عید مین صبح
خضر ہے تب دن مجہی آج آئی نظر بند کے بند

ربط جیون غنچہ تصویر شگوفہ ہے یہ
نہ تبسم نہ ہنسے اوٹہہ پہر بند کے بند

نہ سنیگا کوئی بلبل کی نوا میرے بعد
گل بدل جائینگی گلشن کی ہوا میری بعد

دست افسوس ملیگا تو نکر خون میرا
دیکہہ اوڑ جائیگی ہاتہون سی حنا میرے بعد

اثر جوش محبت اسی کہتی ہین کہ وہ
نا مقدور کسی سی نہ ملا میری بعد

خوبیان گریہ خونین کی میرے تہین رسوای
رنگ عارض پہ تیری وہ نہ رہا میرے بعد

مرثیہ خوانی دل ہی مین کٹی عمر میرے
شب کو سینہ کہین کوٹا نہ گیا میرے بعد

دہر مین مورد آفاق سماوی مین تہا
چرخ سے پہر کوئی اتری نہ بلا میرے بعد

گرم ہے بزم چمن میرے فغان سی ای ربط
ورنہ ہر مرغ کو کاٹی کی صبا میرے بعد

شب جو پہنا اوس مہ طلعت نی پیرہن سپید
نور سی تہی سب در و دیوار و گہر آنگن سپید

پشت پا اسکی ہی شب مہتاب گویا جلوہ گر
جعد و موباف رہی ہی سیاہ کالا من سپید

خون بہا آخر بجای اشک آنکھوں سی میری
روغن گل ہو گیا بادام کا روغن سپید

بیقراری اتہی دل مضطر کو بعد ذبح بھی
کچھہ تو رہتا ورنہ قاتل کا میری دامن سپید

چاندنی کی سیر چل تو ہم کرین باہم کہ ہے
چادر مہتاب سا ان کو سوسن چنبیلی بن سپید

عقد پروین نیچہ خورسی ہی آویزان کہ ہے
موتیون کے ہاتھہ مین اوس ماہ کی سیمین سپید

غنچۂ دل اوسکے دیکھے سی کہلے تو کیا عجب
ربط وہ رشک چمن ہی رنگ سرخ و تن سپید

باب الذال

آنکھون کو تیرے ہو جو سر دیدن کاغذ
بادام صفت کیجئی پہر روغن کاغذ

تر متن ہوئی می سی کہین سیاہ دہ خون کے
گلنار رنگا آگ نی پیراہن کاغذ

حیرت سی ہین جیون آئینہ ہم نقش بدیوار
دل طوطی تصویر ہی تن گلشن کاغذ

اس شکل سے کب ہو عیان صورت معنے
آئینہ سے ہی صاف رخ روشن کاغذ

وہ آتے لئے تا نہ لکھی خط کوئی عاشق
ہین سخت عدوی قلم و دشمن کاغذ

ہون چین بجبین اہل صفا دل شکنی سی
ہوتی ہے شکن باعث پیچیدن کاغذ

ای ربط لکہا ہے دل مضطر کا کچھہ احوال
اوڑتا جو ہوا پر ہے میرا توسن کاغذ

عارض ہون اگر یار کے عکس افگن کاغذ — رنگین ہو تن گل سے زیادہ تن کاغذ

رو رو کی مین لکھا ہون غم دل کی حکایت — ہو کیون نہ حریر قلم اب شیون کاغذ

گر پڑی میرے خط کی جو گرتا ہے وہان یار — ہے روزن دیوار مگر مدفن کاغذ

ہر خط سے ہی پہلو کی نمود خط مسطر — تن ضعف سے اپنا ہے برنگ تن کاغذ

انکھین ہو جسے عین کری اہل صفا کو — مقراض کی ہاتھون مین ہے پر دامن کاغذ

اوس نقشہ شمشیر کو مت کہینچ مصور — ڈر ہے نہ کرے ہاتھ قلم آہن کاغذ

ہو موجب نظارہ کہین پردہ سے معنے — پوشیدہ رخ حرف ہی از روزن کاغذ

وصف مژہ یار لکھا مین نے تو فی الفور — زیر و زبر حرف ہوئے سوزن کاغذ

شاعر ہین کچھ اسے ربط نہ ہم اہل قلم ہین
افسوس صد افسوس نہ آیا فن کاغذ

باب الرا

اون ابرؤن کو ہی دل توڑنا میرا منظور — گرے جو طاق سے شیشہ تو کیون ہو چکنا چور

فراق یار مین نزدیک ہے کہ ہوی وصال — اسیطرح کوئی دم اور جو رہا مین دور

جو انجمن مین نکالا کسی نے میرا ذکر — تو آپ کہنے لگے اور کچھ کرو نہ کور

کبھی تو عاشق مسکین سے وصل کی ٹھہری — کہا جو اوسنے تو فرمای مشاکی ضرور

نیاز و غمزے سے بوسے لینگے پر ادہر ای ربط

وہ دیکھتا ہی نہین بلبلے تا زلف رمی غرور

درد فرقت سی کری ہی یون دل الکہر شور
جیسے کرتا ہی کوئی محرم دم تعذیر شور

صورت آئینہ و طوطی تصور مین سدا
دل کری ہی سامنی رکہہ یار کی تصویر شور

نالۂ بلبل پہ گلچین گوش اب رکہتا نہین
لا ہی پروانہ کا خاطر مین کہان گلگیر شور

مستمندان شہادت نے مین مبارکباد کا
غل مچا قاتل نے جسدم کہینچلی شمشیر شور

دل بغل گرگوشہ ابرو سے جلاتا ہی تو
دور ہوتی ہے کمان سے جیون کری ہے تیر شور

قطعہ

دلربا پایا ہی اک رشک گلستان سرو قد
جس شہ حسن ملاحت کا ہی عالمگیر شور

نغمہ سنجی کا پہر اپنی کیون نہ ہو منصفو
بلبل شیراز سے تا بلبل کشمیر شور

صاحب دام و درم کو دی عدو غفلت رہے
وقت صیادی کہان کرتا ہی ماہی گیر شور

مشعلہ غم نے کیا خاموش ان دو تو تکو ربط
شمع و پروانہ مین تہا جو شب دم تقریر شور

گر لگاوی وہ خدنگ ناز رہ کبن میرے پر
دل کہے تجہپہ جگر بولی نہین میری پر

خاک کی ڈہیر ہوئی آمین جسم و دل زار
رات پلٹے جو میری آہ خرین میرے پر

حسرت زندگی و یاد بتان شوق وصال
آہ کیا کیا ہی ستم زیر زمین میری پر

تیغ کا کام تیری چین جبین سے نکلا
کہینچ تلوار نہ اے لعبت چین میرے پر

ذکر بوردگی وہ چہیڑی ہی مرا یہہ سبب سے
جب موا تہے تکیہ بازپسین میرے پر

ذبح کی بعد اوڑا لیگئے اونکو بہی صبا — کنج گلشن مین پڑی تہی جو کہین پر پر

ترک کر عشق کو ای ربط کہے دیتا ہون
آگے تو جان لے پہر بات نہین میری پر

نظر رکہتے تہین ہم کفر و دین پر — گلے مین سبحہ قشقہ ہے جبین پر

لکہا سب سوز دل خط مین نہین پر — کبوتر کے نہ جلجاوین کہین پر

مجہے رسوا کیا میری خودی نے — سیہ ہے نام سے آئی نگین پر

نہ تک آنسو پونچہتی تہے سو تر آئے — مجہے آتا ہے رونا آستین پر

قیامت ایک گذری تجہہ بن ای مرگ — دل اندوہگین جان حزین پر

قطعہ

خجل ہین آج بحر و موج و گرداب — اگرچہ اسقدر رویا نہین پر

کچہہ آنسو آن کر ٹہیری تہی میرے — لب دامان و جیب و آستین پر

قطعہ

قضارا صید گاہ عشق مین ربط
گرا جب زخم کہا کر زمین پر

جگر پر تیر تہی لب پر دعا مین — نگہہ صیاد کی فتراک زین پر

نہ اتنا غم مین دعا جو ہو ناصح یہہ کہہ کر — کرون کیا ضبط مین نکلین ہی پڑتی ہین پر

بہلا بولو تو اوس سے جا دل پہر اسطرح لوٹن — مین جب رو کے کہتا ہون تو ہنس دیتا ہی وہ کہکر

دل و جان تاب و طاقت دین و ایمان ہی تہی کہو بیٹہی — اوٹہا فائدہ یہہ پایا ہمنے کافر کی رہ رہ کر

ہماری قمریہ پرواز یوں نسے تو نہیں واقف | بس اے بلبل نہ چہچہہ کر بس اے بلبل نہ چہچہہ کر

ہوا یہہ ربط کا حال اب کہ بس دیکھا نہیں جاتا
غم و اندوہ اوس بیرحم کی فرقت مین سہہ کر

رکہہ ذرا چشم توجہ اپنے تو مشتاق پر | کیونکہ رہتی ہے نظر اوسکی تیری قد شفا پر
دیکھین وہ ابرو چہرو کی سی تو ہمکو عید ہو | ای ہلال عید جلوہ اپنا رکھہ تو طاق پر
ہوگیا خط سی تمام اوس رخ پہ کیا مضمون حسن | ہمنی تاڑا صواد چشم اور زلف کے الحاق پر
آگئی ہمپر نگاہ یار جیون تیر و تفنگ | برق کا سا جلوہ اوس چشمک کے ہی چقماق پر

اوس کتاب حسن رخ سے مطلع ابرو کو حسن
عاشقون نے ربط دلکی لکھہ رکھی اوراق پر

جان ہم دیتے ہین تیرے ابروی خمدار پر | دمبدم کہاتی ہین جو تلوار ہم تلوار پر
کوچہ قاتل مین دیکھو کیا ہوا جوش جنون | سر اوٹہایا در سی ٹپکا پہر ہین دیوار پر
عشق کے آزار مین کیا ہی خدا جانے مزا | جو ہوا بیمار جی دیتا ہی اس آزار پر
اب تجہی کیا دین صبا ہم طایر دل کا پتا | صحن گلشن مین کہین ہونگے میری دو چار پر

قطعہ

غم مین ہم لکھنے لگی منصور کی جب سرگذشت | دل لگا کہنے فنا فی اللہ کے اقرار پر
دو الف قامت سراپا شکل ہے دلدار کی | منصفو مین حق کہا کرتا ہون کہنچو دار پر

سو کہہ کر جب غم سے گذری پا برہنہ قیس ور ربط

آئی کانٹی دشت مین گویا زبان خار پر

باب الزاے

آہ و زاری سوا کوئی نہین شامل ہنوز
تاب و طاقت بھی نہین ہے دور منزل ہنوز

گو کہ سارا ہو گئی اوستاد اہل دل ہنوز
جبس ہے وہ کلیجا ایسا تو نہین عاقل ہنوز

ذلیتین کیا کیا اوٹہائین پر وہی کہود یا
وہ بت بیرحم کا پایا نہ اتبک دل ہنوز

خون ہوتا ہے ہزارونکا چمن مین مفت جو
معرکہ ہے حشر کے دن تجہسے اقاتل ہنوز

کیا تزلزل ہے زمین و اسمان پر اے صبا
کوئی جاتا نہین تڑپتا ہی کوئی بسمل ہنوز

زلف کی اشفتگی مین کچھہ سبب ہم ہین
سیکڑون ہین تیغ ابرو کی تیری گہائل ہنوز

شمع سا طوفان بحر اشک مین اپنی ہی رات
غرق ایسا ہو گیا پایا نہین ساحل ہنوز

عشق بازی مین برنگ ترد مر مر کے جیا
ربط شاید نہین کوئی ہوا کامل ہنوز

تہوڑے تو ہے آپ کا جب سے ہوا عزیز
اگر دل تہا پاس اپنے سو وہ بہی گیا عزیز

دنیا کسی عزیز کسیکو خدا عزیز
رکہتے ہین ہم تو اپنا بت بیوفا عزیز

ملک عدم سی آئے تہی ہستے کی سیر کو
کوئی نہ آشنا نہ ہمارا ملا عزیز

قطعہ ۳ شعر

جا کر کسینے میرے طرف سی اگر کہا
اوسکا بہی ہے خیال تجہے کچھہ ذرا عزیز

ہونٹون پہ سیر آہ اور قطرہ پر سرشک ہین — بسمل تڑپ رہا ہی تمہارا بڑا عزیز

فرمای شکر اکے یہہ کافی نہین ہی کیا — کہتی ہی خلق اوسکو ہر وہ تو میرا عزیز

گل پر ہزارون مرے مین زردار جانکر — دنیا مین کوئی شی نہین اسکی سوا عزیز

ترغیب اپنی قتل کے جینے کی اوسکو دے — دشمن نجانو اوسکو مین جانون اعزیز

ای رابطہ خوب کام کیا تمنی دہر مین
الفت کسی سے ہی نہ کسیکو کیا عزیز

باب السین مہملہ

حباب وار ہے مٹی مین کاروبار نفس — رہا رہا نہ رہا کیا ہے اعتبار نفس

جگر سے لخت چلی آرہی ہین یہ دہن — برنگ سبحہ مرجان بنا ہی تار نفس

کشاکش اپنے دم واپسین کے کہتی ہے — کہ نخل عمر کو آرہ ہے کاروبار نفس

خدا کی واسطے جاتی تو ہو پرا آنا جلد — برابر ایک برس کی ہی انتظار نفس

یہہ کثرت غم و اندوہ ہی کہ رک رک کر — ہماری سینہ سے ہوتا ہی اب گداز نفس

رہو گرفتگی مین اس کشمکش مین ہوتی ہے — خدا کری یہہ کہین ٹوٹ جائے تار نفس

شب فراق مین رووکی جیون چراغ صبح — عیوض ستارونکی گرتا ہو مین شمار نفس

زبس کہ سینہ میرا صرف دید یار ہے رابطہ
برنگ تار نظر بنگیا ہے تار نفس

دل گیا جی گیا میرا افسوس
ہاے کم بخت کیا ہوا افسوس

دل وہ لیکر مکر گیا افسوس
شکر جی مین نہین رہا افسوس

آرزو جی کی رہ گئی جی مین
پر کبھی وہ نہین ملا افسوس

یار کے رخ سے ہمسری کرکر
چرخ پر بدر گھٹ گیا افسوس

شمع رویونپہ مثل پروانہ
دل میرا مفت مین جلا افسوس

کام آے تک اوس مسیحا کی
دل بیمار کا ہوا افسوس

دام مین اوسکے زلف پیچان کے
طایر دل تو جا پھنسا افسوس

مفت گلشن مین گل ہزارونکا
خون اک بات پر ہوا افسوس

ضعف سے ربط جس جگہہ بیٹھا
نقش پا سا نہین اوٹھا افسوس

باب الشین معجمہ

باز آے جفا سے یار اے کاش
یا میرے دل کو ہو قرار اے کاش

عشق کرتے ہم اوس صنم سے کہ وا
دلپہ ہوتا کچھہ اختیار اے کاش

رنگ زرد اشک سرخ بخت سیاہ
دیکھتا یار یہہ بہار اے کاش

ساتھہ ہے زخم دل کی ٹانکون کے
توٹتا اپنے دم کا تار اے کاش

زندگی کا مزا اٹھا پھر کچھہ ربط

یار ہو تا و فا شعار اے کاش

پیاسی امید وصل پہ اب تک رہا خموش
بولا تو آنکھہ یار کی اوس نے کیا خموش

جو چپ رہوں تو کہتا ہی کس پر خفا ہین آپ
اور کچھہ کہوں تو کہتا ہی چل منہہ چڑا خموش

اوس سرو قد کی یاد مین صحن چمن مین صبح
جیون شمع آہ کہیچ کی مین رہ گیا خموش

دیکھی جو اوسکا عارض پر نور پہر و ماہ
کہہ کہہ کے ساری رہ گئی صلی علی خموش

بلبل سے ربط بوے صبا نے چمن مین آج
بلبک کرو نہ بیٹھہ رہو چپ ہوئی ذرا خموش

پہر دلکو ہوئی ابروی خمدار کی خواہش
پہر تازہ ہوئی زخم کو تلوار کی خواہش

پہر ابر سے ہر تیغ کی ہی خون برستا
پہر برق ہوئی غمزہ خونخوار کی خواہش

پہر عشق نے کانٹون پہ مجھے دشت مین کہینچا
پہر تیز ہوئی ہر مژہ یار کی خواہش

پہر سینہ پہ لہرانی لگی سانپ شب ہجر
پہر زہر ہوئی زلف سیہ کار کی خواہش

پہر آئینہ آتش و دل سے اوٹہا فرق
پہر گرم ہوئی آتش رخسار کی خواہش

پہر اشک مین سر نظر آئے دم گریہ
پہر خون ہوئے ہو گئی دلدار کی خواہش

پہر صحن گلستان مین صبا اوڑنی لگی گرد
پہر خاک ہوئے مرغ گرفتار کی خواہش

پہر لخت جگر گوشہ مژگان کی ہوئی جا
پہر آبلہ پا کو ہوئی خار کی خواہش

پہر اشک کے سیلاب نے گہر کو دہایا
پہر سر کو جنون مین ہوئی دیوار کی خواہش

پہر قطع مسافت ہوئی در شیر علم کی
پہر تیر سے کمر کو ہوئے تلوار کی خواہش

پھر ربط ہوا ربط ہمین شعر و سخن سے
پھر یار کو اپنے ہوی اشعار کے خواہش

فرصت سے نہ انکار نہ دیدار کی خواہش
نا خوش رکھی یا خوش رکھی جو یار کی خواہش

کرتی ہی سرافراز قد یار کی خواہش
منصور کو معراج ہوے دار کی خواہش

خواہش کے یہہ معنی ہین کہ خواہش نہ ہو مجھے
مطلوب کوئی ہو نہ طلبگار کی خواہش

سمجھا مین کہ طوطی کی خصوصیت آیا
جب دلکو ہوے عارض دلدار کی خواہش

اچھا تو ہوا آپنے کی ترک محبت
ہی مجکو بھی ایک اور طرحدار کی خواہش

پائے گزک بوسہ ہی وسنی تو پھر ایسے
پوچھا نکرو تم دل غمخوار کی خواہش

گردن پہ حمایل ہو خط زخم تو پھر یار
کافر ہو جو کوئی رکھے زنار کی خواہش

اللہ کری آج وہ دل لیکی مگر جای
ہے مجکو بہت یار کی انکار کی خواہش

کھانیسے مجھے زخم کی سیر نہین ہوے
قاتل سے ہی اور ہی تلوار کی خواہش

قد پرسے وہ اب مجھے کرتا ہی تصدق
مرکز کو ہوئی ہی خط پرکار کی خواہش

مت گرم ہوا غیرت خورشید قیامت
ہے مجکو تیری سایۂ دیوار کی خواہش

اگر پھول بھی نرگس کے دوا ہین ہون طلبیون
رہ جای نہ یہہ چشم کی بیمار کی خواہش

سودا اور دولت پہ ہوا ربط سے جی کا
پھر آپ عبث کرتے ہین بازار کی خواہش

حدت سی غم خال کے ہی تابدل آتش
خرمن کو جلاتی ہی میرا ایک تل آتش

سینہ مین جلکر لگ ہی پہلو مین دل آتش
مانند سمندر ہے میرا آب و گل آتش

وہ شمع صنم خانہ جو باہر نکل آجائی
ہر سنگ سے ہوتی ہی ابہی منفعل آتش

اس گریہ پر سوز سی بہڑکا جو دل اپنا
روغن سی ہوا اور بہی کچہہ مشتعل آتش

مثل سنی گلرنگ ہی یہہ تو عجب کیا
ہو لب سے جوان غنچہ گا گی خجل آتش

لقمہ نہ بچا سوز محبت کی سوا اور
ہے مجکو سمندر کے طرح معتدل آتش

سوزش غم ہجران کی اب ای ربط نہ پوچہو
ہر قطرہ اشک خلگر وہر لخت دل آتش

باب الصاد مہملہ

گیا وہ آپکا قبلہ کہان کدہر اخلاص
جو ہمکو اب نہین آتا ہے وہ نظر اخلاص

ہوا ہے وہ میرزا میکا تجہسے گر اخلاص
ذلیل کا ہیکو ہوتی نکرتی گر اخلاص

ہر رنگ شمع رہی چہرہ زرد جاری اشک
جو تجکو سیم تنون سے ہوا اگر اخلاص

ہماری ساتہہ ہی ای چرخ تیری بہیر
جو اندو ہمین وہ بہت کا گیا گذر اخلاص

طپانچہ لاکہون ہی مار اصبا نے گلشن تین
جو بلبلون نے کیا گل سے وہان صحر اخلاص

ہماری جان گئی تم نہ پوچہہ کر دیکھے
وفا ہی ختم ہوی مجہہ پہ آپ پر اخلاص

خیال دیکہو کسیکا نکچہہ مروت سے
وفا تو چیز ہے دیگر نشے دگر اخلاص

مثال مردمک آپسمین وہ نہین ملتے
اوٹہا زمانے سے کمبخت یکسر اخلاص

تو نسے ربط کرین خاک اس زمانے مین
پدر سے بھی نہین رکھتا ہے اب پسر اخلاص

باب ضواد معجمہ

تو سے کو تھی جو روشنی طور ہی غرض — ہمکو وہی ہے اوس رخ پرنور سی غرض
وہ کب خیال زمزمہ یار بد گہرے — جس شخص کو ہے نعمۂ منصور سے غرض
یا ٹھوکرون سے اوسکی غرض سرو زرنکو تھی — یا ٹھوکرون کو ہے سر فغفور سی غرض

قطعہ

اے ہمدم گئی نہ دم نزع تک کبھی — چشم نگار کی دل رنجور سے غرض
یا دام مین رکھین گل نرگس ودر ہاین آپ — کیا اس نحیف کو کفن و گور سی غرض
پیدا نہ ملکی نظر سے نظر شکل آئینہ — ناظر سے مدعا نہ منظور سی غرض
عنقا کی طرح ظاہر و باطن ہے ایک اب — مشہور سی غرض ہی نہ مستور سی غرض
پیش نظر ہی جلوہ گردان حسن و عشق — مفتوح سی غرض ہی نہ مکسور سے غرض

ہین بندہ و خدا مین ہم اک ربط نسبتی
مختار سے غرض ہے نہ مجبور سے غرض

بولا مین کیا کلاہ زرلسی نہین غرض — بولے کہ مجھکو تاجور نسے نہین غرض

بولا مین سیر شبنم گلزار کیجئے ۔ بولے کہ گریہ سحر لیسے نہین غرض
بولا مین پردہ مجھسے اب اتنا نہ کیجئے ۔ بولے کہ مجکو پردہ در لیسی نہین غرض

قطعہ

بولا مین شکل آئینہ حیرت سے واہی چشم ۔ واللہ مجکو بد نظر لیسے نہین غرض
بولے کہ ہان تجہسے تو تیری چشم زار کو ۔ اس اشتیاق پر بہی تر لیسی نہین غرض

قطعہ

بولا مین شمعکو نہین پروا پتنگ سے ۔ بلبل کی گل کو نوحہ گر لیسی نہین غرض
بولے کہ سوز شمع سے واقف نہین پتنگ ۔ بلبل کو گلکی خون جگر سے نہین غرض

قطعہ

بولا مین تیرے عشق مین دشت جنونکو زر ۔ مانند صبح جیب در لیسی نہین غرض
بولے کہ یہان بہی سوزن رشتہ لئے مدام ۔ مانند مہر بخیہ گر لیسے نہین غرض

قطعہ

بولا مین سو عدو کو ترے بس ہین ایک ہم ۔ افسوس تجکو ایسی خبر لیسی نہین غرض

بولے کہ ہم مرتی ہین بن ماری سیکڑون — یہان آپکے سپاہ گری سی نہین غرض

قطعہ

بولا مین نکتہ در ہوا گر تم تو آپ کو — اس بے ہنر کو نکتہ وریسی نہین غرض
بولے کہ بی ہنر ہوا گر تم تو آپ کو — اس نکتہ در کو بی ہنریسی نہین غرض
دیکھا کہ وہ اوسکوا و لٹا ہی خو کہو — یہان غیر ظلم داد گریسی نہین غرض

تب مین نے صاف صاف کہا اوس ربط کیا
جسکو مروت بشر سیسے نہین غرض ؎ ؎

اب یار تیری عشوہ گری سے نہین غرض — تو ہے پری تو ہم کو پری سے نہین غرض
سونگہا کرینگے ہم دہن مار شعلہ باز — چوٹی تو کیا مو باف زریسی نہین غرض
تیرے نگاہ مست کے رہیئے خمار مین — سو ہمکو ایسے دردسری سے نہین غرض
تشبیہ دی کسینے جو رخسار سے تیرے — تو ہمکو جلوہ قمریسی نہین غرض
بوسہ بہ جی چلا ہی تو چاٹینگی اپنی ہونٹہہ — پر آپکے تو لب شکری سے نہین غرض
یار پر یک ہی راہ عدم سو ہمین قبول — تیرے تو یار مو کمری سے نہین غرض
کشتہ کرینگی دلکو ہم اکسیر ہو نہو ؎ ؎ — پر یار تیرے سیمبریسی نہین غرض
خون دل ور زہر قبول آپکی مگر ؎ — پوشاک لال ال در ہریسی نہین غرض
بی سایہ ہمکو دہوپ مین تپنا قبول ہے — گلشن کے تیری مو لسیریسی تہین غرض

مرجائی تو آپکے عاشق کہائیے ؏ گذا مین ایسے ناموریسی نہین غرض

رنجش مین ہان رہگے نہ زبان ورنہ ربط کو
ای رشک مہر کینہ وری سے نہین غرض

دیوانہ مین تیرا ہون پری سے نہین غرض
تو ہو کسیکی جلوہ گریسی نہین غرض

مرتا ہون مین تو یار تیری بول چال پر
طوطے سی اور کبک دریسی نہین غرض

نخل مراد ہی یہہ تیرا قامت سہی
اب مجکو نزہت سجریسی نہین غرض

دیکہا کرینگی یہہ مژہ و خال شب چشم
گتنگی سے ہمکو اور پہریسی نہین غرض

بیمار چشم ہون لب جان بخش کے سوا
عیسی کی مجکو چارہ گریسی نہین غرض

کرنا کلام ہمکو تمہاری زبان مین
اردو سے پارسی دریسی نہین غرض

رہنا کیا قبول تیری دام الفت مین
اب مرغ دل کو تیر پریسی نہین غرض

پاتا ہون لاکہہ وضع سی تیری گلی مین دل
اب کارگاہ شیشہ گریسی نہین غرض

مطلب ہے سیر و خانہ ہمسایہ ہی نہین
زہرہ کے مجکو عشوہ گریسی نہین غرض

مہر فلک مقام کہ ماہ تمام ہو ؏
اب مجکو جسرہ گذریسی نہین غرض

قصہ مٹا و آؤ ملو ربط سے بس اب
کہدو کہ مجکو فتنہ گریسی نہین غرض ؏

باب الطاء مہملہ ؏

جب سے دلکو قامت دلدار سی ہے اختلاط
حق ہی یہ معراج ہمکو دار سے ہی اختلاط

کیا بلا کا سامنا ہی اسکو سمجھو عاشقون
زلف کا سودا ہمین ہے مار سی ہی اختلاط

خون سے آنکھون مین بھر آیا زرد چہرہ ہو گیا
کس کے چشم نرگس بیمار سے ہے اختلاط

کافرو جا ہین پریشان وضع کو رنگین بنا ہین
کیا گلونکو ہار مین زنار سی ہی اختلاط

سوزش غم سی جو نکلے آہ شعلہ بن گئے
دلکو میرے آتش رخسار سے ہی اختلاط

ہوتی ہوتی یہ ہوا اب حسرت دیدار مین
داغ دلکو روزن دیوار سے ہے اختلاط

مول لین اک بوسہ اپنی نقد جان کو بیچکر
یار کی وہ گرمی بازار سے ہے اختلاط

آہ سینہ سے میری نکلی ہوا افشای راز
اندنون دلکو لب سوفار سے ہی اختلاط

بلبلو گلشن مین بکبک مت کرو گلکی حضور
جانتے ہین تمکو خوش گفتار سی ہی اختلاط

فرط وحشت عالم تجرید مین اف ری غضب
کیا جنونمین دامن کہسار سے ہے اختلاط

لخت دل کہاتی گزک ہو خون دل پیتی ہو تم
رابطہ تمکو کیا کسی میخوار سے ہے اختلاط

اوس ستمگر کو جو جفا ہے شرط
عاشق زار کو وفا ہے شرط

چار چشم آج ہم سے ہو لی تو
اپنے بیمار کی دوا ہے شرط

عشق بازی مین نل ترنگ نرد
اپنے دل ہی کو مارنا ہے شرط

تیرے آنکھونمین یار سب موجود
غمزہ و ناز جو ادا ہے شرط

جان و دل دیچکا ہون تسپر بھی
آپ ہی کہئی اور کیا ہے شرط

چھین کر دل میرا چلے جاناء | کسنے یہہ آپ سے کیا ہے شرط

تحت دل ہی نہین رہا افسوس
ربط بہو کہے کو کچھہ عدا ہے شرط

باب الظاء معجمہ

دل بچا انسی کب رہا محفوظ | ان بتون سے رکھی خدا محفوظ
دین و دنیا سے ہمکو جھگڑے ہے | شکر اسکا ہے جو رکھا محفوظ

قطعہ

عقل و ہوش اوسکی ہجر مین نرہا | گوکہ ہمنے بہت رکھا محفوظ
غلغل سا کہنے لگی مرا یہہ تو ء | ہمنے جانا کہ اب ہوا محفوظ

عشق مین ہمنے جو رکھا ہے قدم
ربط تم کو رہے خدا محفوظ

باب العین مہملہ

آمد فصل بہاری کی ہی ہنگام شروع | دور ہی ہی ہو کہین میاقی گلفام شروع
کی جو اوسنے لفتی آغاز کندانداز | اگیا دل ہے میرا اوسکی تہہ دام شروع

کچھ بہی پایا فضل خدا ہوش سنبہالے اگر
نوجوانی کا ابہی اوسکی ہے ایام شروع

صبح ہوتی ہے شب غم مجھے روتے روتے
شمع سان گریہ جو کرتا ہون سر شام شروع

بدزبان ایسے کی منہہ کوئی لگے ہے ای ربط
طلب بوسہ یہ کرتا ہے جو دشنام شروع

باب الغین معجمہ

دل ہے عشق بہائی اوسی ابرو خمدار کی تیغ
کسکی یاد آئی اوسی ابروے خمدار کی تیغ

کٹ گیا جرح یہ جو شرم کے ماری ہے تو
کسنے دکھلائی اوسی بروے ظلم دار کی تیغ

قتل عاشق یہ وہ آگئی نہ کبہی تہا مائل
ظلم سکہلائی اوسی بروے خمدار کی تیغ

اب شمشیر سے کیا اپنا خمیر دل ہے
یون جو جوش آئی اوسی ابروے خمدار کی تیغ

قبضۂ ربط ہوا ملک عدم پر جب سے
بولے بتلائی اوسی ابروی خمدار کی تیغ

دم بکتے ہی میرے جگر کا داغ
ہو گیا شب کو دل قمر کا داغ

رخ نازک پر اوسکے خال سیاہ
ہے مہر گردی نظر کا داغ

ہے کسیکا تو دانت بوسہ پر
دیکھ لے اپنے ہونٹھ پر کا داغ

تار دامن یہ از رگ گل ہین
ہے میرے خون چشم تر کا داغ

دل پر آئے ربط اوسکے چھلون کے

ہان نشانی ہے یہہ کہ دہر کا داغ

باب الفاء موحدہ

منہہ کو پہر دیکھے جو وہ سرو روان مار کے لاف
آئینہ مین دیکھو تو رخسار مین کیا یار کے صاف
زلف مشکین کے تصور مین چلون راہ اگر
عیب چینیون سے کبہی ہو نہ شمار اخلاف
مجکو آتی ہے نظر ہیبت اصلی تہہ خاک
قلعۂ طور کو پہر آگ لگے سے کہتے ہین

مشت خاکستر قمری سی کرون آئینہ صاف
نہ آئینہ بیجا ہی جو لی متہہ پہ لحاف
نقش پا کیون نہ بنی آہوی تاتار کی ناف
سمجہہ ہر گنتی ہی نہین حیرزدہ گل کو صاف
صورت آئینہ ہے کیا وہ کف پا شفاف
جید کا تیرے صنم دیکھہ کے زرین باف

ربط سے کہئے تو کہون کچہہ رمل سالم مین
ورنہ اس بحر مین ہین کتنے خوش آیند صاف

عمر جیون خاتہ روان ہے صفحۂ گیتی پہ صاف
ظلم سے جو بہر خسرو ہوتا نہین ظالم تو کیون
نیم بسمل کر کے مجکو ڈہونڈتا ہی یار دل
اوسکے سیر حسنی کو پہنکے خون عاشق نے کمند
گیا جب اسکا اگر پہر جاے اپنا ہی نصیب
تنگئی دل طبع رنگین ہوگئی وجہ سکوت

تیشہ قطع سر ہوا قطرا و رجاک دل شگاف
تیغ قاتل کو لہو ہی سرخ مخمل کا غلاف
کیا وہ قربانی ہوئی یہہ کیا ہی کعبہ کا طواف
جیدسی قاتل نے لیکر سرخ کب گوندھا مباف
دیکھہ کر اوس چشم فتان سی مژہ کا انحراف
مرغ گلشن کو قفص مین بیٹھنا ہے اعتکاف

تیسرا بھی ریختہ کہوا کے چھوڑا ربط کو
لاکھ وہ لکھتا رہا اونسی کہ اب کہنی معاف

چاہئے مجھ تصور پہلے کر لی دلکو صاف
آئینہ دیکھے تو شکل یار کا ہو انکشاف

دیکھنا چھوڑا نہین آنکھونکی ہو نے حسن کا
یہہ جو کہتے ہین کہ مین عاشق تمہارا ہون خلاف

نالہ زنجیر سان رکھتی نہین ہم ناتوان
روزن دیوار زندان سے نکل جاتی ہین صاف

نیند اپنی مرگ ہی تربت ہی اپنی خوابگاہ
بستر اپنا زمین ہے آسمان اپنا لحاف

نامہ لکھا ہی نہین ہمنی اوسی پہر آج تک
نامہ بر کو اوسنی کچھہ ایسی سنا ہی صاف صاف

وہانسے ایما ہی کہ آ پوشیدہ ہو کیونکر پہونچ
نیم شب نجم عسس در بند دربان خلاف

ناصحا اب دل دکھانا ربط کا اچھا نہین
آپ ہی کرتا ہے اپنی جرم پر وہ اعتراف

باب القاف

دل بیتاب پر اب یہہ ہے قلق
حال دیکھا نہین جاتا مطلق

چشم تر اپنے جو طوفان پر آسے
ڈوب جاوے مہ نو کے ذورق

بات اوس بت کی جو منہہ سے نکلے
جھوٹ ہو پر ہمین کہنا برحق

شعلۂ آہ شرر بار میرا
یہہ فلک پر نہین پھولی ہے شفق

قطعہ ۳ شعر

باغ مین جاتی ہے اوسکی دم صبح
ہو گیا رنگ رخ گل سے فق

سرو اکڑا مگر اوس قد کی حضور
راست ہے گل طوطی احمق ہے

آگے اوس چشم کے اور گوشس کے ربط
سے ہے خجل نرگس و نادم زنبق ہے ہے ہے

باب الکاف یار سے

غمزہ یہہ کہتا ہے دل زار کے نزدیک
یا ہے کوئی جلاد گنہ گار کی نزدیک

دل رخ کی قرین اوس نگہہ چشم نے رکھا
ٹکسال ہے یہہ آینہ بازار کے نزدیک

ہان قبر پر آئینگے اونہین سی توہی امید
آئے نہ عیادت کو جو بیمار کے نزدیک

اشفاق سی تیر اوسنے لگائی جو پیا ہے
ہر زخم مین پیکان ہے سوفار کی نزدیک

دیکھو کہ مین کس دہہ سے ملاتا ہون عزیزو
یکبار مجھے لی تو چلو یار کے نزدیک

کہتا ہے دو ٹکڑی کئی مین پہر اوسکے
آیا جو کوی اب میر تلوار کے نزدیک

دن حشر کے بخشی جو گنہ تو ہمارے
کیا کچھہ یہہ بڑی بات ہی غفار کی نزدیک

ایک بات جاننی گرانمایہ ہی وہ زنہار زلیخا
یوسف بہت ارزان ہی خریدار کے نزدیک

قطعہ

جب لب لعل کی اوسکی ہو نہ دل و دین کو وہ ہونا
وہ تمال جو ہین کاکل دلدار کی نزدیک

تب غل یہہ پڑا راہ مین جو سونے حلب کے
تاراج کیا قافلہ تاتار سے نزدیک

غمزہ نے میرے چشم کو جھکتے مین سنبھالا
ہوشیار رہی اک نہ چاہیے میخوار کے نزدیک

دو چار سے نزدیک تو ٹھہرا ہے یہہ شاعر
تا شاعر ابھی ربط ہے دو چار کے نزدیک

وہان شمع ہے جو روزن دیوار کے نزدیک
یہان داغ ہی تا سوز دل زار کی نزدیک

یہان کٹ گئی سب عمر بہ امید شہادت
وہان ہاتھ ہی پہونچا ہنین تلوار کی نزدیک

وہان مسند سنجاب پہ وہ کرتے ہین آرام
یہان سایہ نمط فرش ہے دیوار کے نزدیک

یہان اسود کعبہ ہی سویدای دل زار
وہان خال ہے جو ابرو خمدار کے نزدیک

وہان یار کے نزدیک تو ہین ساقی و مطرب
یہان گریہ و نالہ ہی دل زار کی نزدیک

یہان دیدۂ خونبار مین ہے سلسلہ اشک
وہان آینہ ہے کاکل و رخسار کی نزدیک

وہان ربط اگر چشم کو ہے چشم سے باہم
یہان بھی دل بیمار ہے بیمار کے نزدیک

باب الکاف پارسے

کھل گیا یہہ عقدۂ سربستہ جعد یار تک
ہے گرہ جو تار دم سے آنسو کی تار تک

سر سودائی جنون پہونچا نہ تھا اٹھا
غل ہے میرے زنجیر کا جاتا رہا بازار تک

ذکر ابرو کیون نہ ہیہ کرتی ہین کہا کرتی تھی ہم
ہمدمو بات آخر بڑھ گئی تلوار تک

ای دل مجروح کیا ہی جست تہا مرکین
ہنس رہے ہین منہہ پہ زخمونکی لب سوفار تک

ہم تو نازک مزاجی سی شہید تیغ ناز
ہاتھ قاتل کا ابہی پہونچا نہ تہا تلوار تک

تا بہ لب آئی تو اسکی نہین جان ضعیف
طاقت اوڑنیکی نہین اس مرغ [illegible] دیوار تک

ضعف سے سد راہ تہا لیکن ورد سیل اشک
بہتے بہتے آج مین پہونچا ہون کوئی یار تک

کیا کہین آوارگی اپنی کہ پہر پہر دشت مین
آبلہ پا کا چرچا ہے زبان خار تک

رتبہ معراج تہا سولی پہ حق منصور کا
صدق گوئی جسکی انگشت شہادت دار تک

کان مین اوس گلکی یہ کہنا کہ آخر [illegible]
اے نسیم صبح تو جا اگر گلزار تک

قطعہ

ربط الفت کا مین اوسکے تلاش جلبن ہے
[illegible] سودا ہون سبہی بہی لیلی بازار تک

[illegible]
بات کو اب مہربان پہر نہ دو تکرار تک

[illegible]
زمانہ دیجے مجہے رخصت اوس امام تک

[illegible]
کہ بوے گل بہی نہ آئی میری مشام تک

[illegible]
کمند نالہ میرے جا پہنچے تہے بام تک

[illegible]
[illegible] تیغ پہونچا ہمارے کام تک

اڑھایا ہین کو ذری اوج مین تنک نہ یہ
نشر کو جائے مین معراج ڈوبے تا فلک

لطیف طبع کو الفت ہو گند سعر سب
شمیم گل کی پہنچتی نہین زکام تلک

ہزار حیف نہ آیا غرض وہ عہد شکن
سحر سے ہمنے کیا انتظار شام تلک

اگرچہ کی ہی مسافت چمن کے طی براہی
سفر ہے چند قدم کا قفس سے دام

خموش کیون نہ ہو طوطی تیرے حضور ای [illegible]
کہ انتہای سخن ہے تیرے کلام تلک

باب اللام

حسرت عہد بہارستان کہ [illegible] گل
فردہ آ فصل خزان لے اسے [illegible] ہین گل

رشک اوس [illegible] ہوا خواہو نسیم [illegible] ہین
عندلیبونکا لہو بن پوچھی [illegible] ہین گل

چاک دامن سے بشکل شانہ دکھلا ہین گل
بلبلون کے زلف موج اشک [illegible]

باغمین جب اوسکے رخسار نے دیکھا ہین گل
شاخ سی تو کہا کہ چشم [illegible] ہین

تجھے تو غافل ہے ورنہ بلبلو نکوات [illegible]
سینے موج اشک سے زنجیر پہنا تی ہین گل

بیٹھی ہین اوسکی منہ سے تجھے نکل آتی ہے یا
گل تو نہ جاتی ہین غنچہ [illegible] ہین گل

وہ بھی اب شوخی ستمان اوابر [illegible]
روکے برساتے ہین موتی ہنسکے برساتے ہین گل

آرہا ہے اب جوا و کی منہہ تلک [illegible]
گریہ بلبل پہ ہنسنے کی سزا پاتی ہین گل

رنگ در وغن پر ترے لڑتا ہی بلبل سی [illegible]
دیکھ تجکو جب باغ بزم ہو جاتے ہین گل

قطعه

چاند مین جلوه رخسار و قامت سی تیرے
رات سب اہل چمن جیون لالہ جب کھاتی ہین گل

سرو پر قمری کو ہوتا ہی گمان کہکشان
بلبلونکو چاند کے ٹکڑے نظر آتی ہین گل

واقف اس کا ہس سے ہونیمین نبی رضا عندلیب
کیون بھلا غمخوار تربت پر میری لاتی ہین گل

صبح تیرے جلوه روئی عرق آلود سے
آب ہو جاتے ہی شبنم آگ ہو جاتے ہین گل

گردن طاوس و فردوس برین کو دیکہنا
ربط اوس کوچہ مین بہر ہم ہاتھہ پر کھاتی ہین گل

مجہہ پریشان کی روشن سنبل کا جو ہی تیرہ حال
کیا کبھی بکھری ہو دیکہین وس زلفونکی بال

دیکہہ ہوے شبنم کہین کیجو نہ بوسہ کا خیال
آبلہ پڑ جاینگے نازک بہت ہین گلکی گال

ہو گرانے رنگ یا نسے کیون نہ پھر ہونٹونپہ جو
عکس رنگ برگ گلکی بوجہہ سی ہوتی ہین لال

قطعه

صبح وہ آیا کہ گلشن مین بندہا پھر یہہ سماں
گدگدی کی بلبلون نے چھیڑ لین باہم خیال

باندھ کر شبنم کی گہونگرو رقص کرتی ہی نسیم
چٹکیان دیتی ہی غنچہ برگ گل دیتی تہی تال

کیا ہی تجھہ نسبت ہی اوس گلکی دہن سے کہہ بھلا
بات یہہ زنہار ای غنچہ نہ تو منہہ سی نکال

سرنگون ہون عین محراب عبادت جانکر ۔ گر تصور اوسکی ابرو کا کرے دلمین ہلال
لین بلائین پنجۂ دست ثمرہ سے موبمو ۔ دیکھہ کر آنکھو نپہ اوسکے گوشہ ابرو کا خال

دست نازک وہ اوٹھا سکتے ہین کب بار حنا
اوسکا بس رنگ خیال اے ربطؔا ہنین کرتا ہی لال

نپوچھے کوئی تہا کس وضع کا دل ۔ ہمارا تھا برا تھا یا بھلا دل
ہوا اوس بیوفا پر مبتلا دل ۔ کیا بیٹھے بٹھائے تونے کیا دل
سواد زلف دیکھا ہے نہین پر ۔ ابہی سے ہے تہہ دام بلا دل
تپش سینے مین پہلو مین خلش ہے ۔ نگر یہہ آگ ہے کانٹا ہے یا دل
کیا جو شکوہ جانان دم شکر ۔ کہان تہا سو کہان جاتا رہا دل
نگاہ مست تک اوسکے تو پہونچا ۔ نہین معلوم پہر کیا ہو گیا دل
تصدق یار پر کرتا اوسے بھی ۔ اگر پہلو مین ہوتا دوسرا دل
برنگ شمع گریان لو مین اوسکے ۔ گیا گذرا جلا پگھلا بجھا دل

کہین ہے ربطؔا خاکا تبکدہ کا
کہین نقشہ ہے بیت اللہ کا دل

کیا پوچھتے ہو مجھسے میرا ماجرای دل ۔ روتا ہون رات دن ہی کہکر کہ ہای دل
کیا کوئی اوس شکار فگن سے لگائے دل ۔ پیکان تیر ہے میرے سینہ مین جای دل
زخم خدنگ غمزہ رہا ہمدم جگر ۔ داغ فراق یار ہوا آشنای دل

شیدا نہین ہی ابرو پہ ہو کہا ہی موت کا
کیا کہای زخم تیغ ہی جو اب نکہای دل

پیدا کیا ہی نالہ بلبل نے یہہ اثر
ہر غنچہ کے چٹکنے مین آئے صدای دل

دیتا ہون تمکو ایک ہی بوسہ جو دو مجھے
ایمان و دین و جان و جگر ماسوای دل

ازبس خیال عارض جانان ہے جلوہ ریز
رشک صفای آینہ اب ہے صفای دل

تہا آگ ایکروز سو اب خاک ہو چلا
وہ ابتدای دل تہی یہہ ہے انتہای دل

ناسور و داغ رنج و غم و یاس و درد ہے
پیدا کیا ہے تو نے الٰہی برای دل

ہو کیون نہ وہان زمین پہ گمان جبین صفا
لغزش کرے جو کوچہ جانا نمین پای دل

رنگین حنا سے کب ہے کف قاتل اندنون
اسے ربط اوسکے ہاتھ مین ہی خونبہای دل

باب المیم

دل مین توان جگر مین صلابت ہے کب سی کم
طاقت بہی غم سی طاق ہوی تاب تب سی کم

دل مثل شمع آب ہوا اور بہہ گیا
اشکون کے سلسلہ مین رواہی سب سے کم

پہڑکا یہ ہر چراغ صحرا اور گل ہوا
ٹہیرا اثر یہ بھی کچھہ مگر اس جان بلب سے کم

دیکہا ہنسی کو صبح کے رونیکو شمع کے
کیون اب یقین ہوا کہ طرب ہے تعب سی کم

گرمی سے زلف و رخ مین پسینا جو ہے روان
وہ کیا ہے آب جوی سواد حلب سے کم

[illegible] وصال مین جو تعجب ہے مرگ کا
فرقت مین زندگی تہی میری کب عجب سے کم

ہے غیرت حرارتِ دوزخ نگاہ گرم ٭ قہر تبان نہین ہے خدا کے غضب سے کم
شبنم حباب اشک قطرہ نقش روی آب ٭ خانہ خراب زیست کے فرصت ہے سب سے کم

اولجہا ہے ربط با تونمین زلف دراز کے
ہوتا نہین ہے طول سخن اس سبب سے کم

نکلا جو منہہ سے میر کہ ہو نمین تو سب سے کم ٭ وہ کھا اوٹھے کہ آپ بھلا ٹھیری کب سے کم
کمبخت جسکے ہاتھ لگے اوسکے منہہ لگے ٭ الفت ہمین ہی اسلیے بنت عنب سے کم
مانگا جو اونسے بوسہ تو یون ہاتھ جوڑ کر ٭ ٹھیرے ہم اس ادب پہ وہان لے ادب سے کم

قطعہ

ترجیح جانکنی پہ میر کو وہ کن کو دے ٭ شیرین کو مٹکرا کے کھا اپنی لب سے کم
اتنا کیا جو تمنے تکلف غضب کیا ٭ صاحب زیادہ سب سے ہین بندہ ہے سب سے کم
کیا گھٹ گیا جو آپنے اتنی بڑہا ے بات ٭ سرخی تو پان کی ہوئی بوسہ مین لب سے کم

کہدو یہہ ربط اونسے کہ اچہا نہ آئے
وقت ضرور آئینگے ہم بھی طلب سے کم

یاقوت کو اوس لب کی برابر نکرین ہم ٭ ہر چند مبصر کہین باور نکرین ہم
اب وادی وحشت مین تیرے عشق کے ہم ٭ اے عقل سرک چل تجہے رہبر نکرین ہم
رکھتا ہے ہمیشہ وہ خضر باد صبا کا ٭ غنچہ کے روش جمع کبھی زر نکرین ہم

اوس غیرت خورشید کا کچھہ اور ہی عالم
اوس سے بھی تجھے رو کش مہ انور نکرین ہم

پھرتا ہی یہان چشم مین وہ جلوہ قامت
گلشن مین نظر سوے صنوبر نکرین ہم

حورین بھی اوتر آئین اگر خلد برین سے
ادہر سے نظر پر کبھی اودھر نکرین ہم

ناصح کے فریبون سے بہلا ربط صنم کے
نادان ہین جو سر تہہ خنجر نکرین ہم

گرچہ ہر لفظ سے عیان ہین ہم
لیک جیون معنے نہان ہین ہم

وہ اگر شمع ہے پتنگ ہون مین
وہ اگر ماہ ہے کتان ہین ہم

ہان کوئی نیمچہ کے پھر ٹھیری ئہ
اتبلک بار نیم جان ہین ہم

گاہ ہنستے ہین گاہ روتے ہین
دہن زخم خون چکان ہین ہم

یہہ بھی لقمہ ہمارے غم کا ہے
اب جو یکمشت استخوان ہین ہم

آتش دل سے کی ہے پیدا برق
اب جلانے پر آسمان ہین ہم

خیریت پوچھتے ہو کیا ہم سے
جیتے اتبگ تو مہربان ہین ہم

واہ رے چرخ تفرقہ اندازئہ
وہ کہان اور اب کہان ہین ہم

ربط پوچھو ہو کیا بقول حفیظ
خوش بہر حال ہین جہان ہین ہم

دخل کیا پہونچین جو اوس تنگ عقل کے مقدور ہم
یار ہے نزدیک ہمسے ہین نہایت دور ہم

آہین کہتی ہین کرین ہنگامہ محشر بپا
نالے کہتے ہین کہ ایلو پہر کہتے ہین سو رہم

خون دل سمجھی صراحی مین شراب ناب کو — پنبۂ مینا کو جانے پنبۂ ناسور ہم
کیا کہین تیغ نگاہ مست کے صفا کیان — نشہ مین وہ چور زخمون مین سراپا چور ہم
نفرت اک اہل جہان سی ہی کہ جیون تیر کمان — کہنچتے نزدیک ہین وہ بہاگتی ہین دور ہم
جہانک کر جب چہپ گئے وہ لے نے آنکہون سی کہا — کر لیا تمنے تو کام اپنا رہے مہجور ہم

قطعہ

سرکشی مین ایک ہے انداز وہان کہتی ہین وہ — ایک ہی رہتین سرو پہ یہان مستور ہم
قامت دلدار وار و شمع و سرو و شاخ گل — عندلیب و قمری و پروانہ و منصور ہم
جانتے ہین جسمین ہو اندمال زخم دل — سر و مہر نکو سمجھے مرہم کافور ہم

لاش پر رو رو کے غم مین رالیتا کہتا تہا یہی — مر گئے کڑہ کڑہ کی تم تو ای دل مغفور ہم

تصور مین تیری گریبان کیا ای ماہ پارہ ہم — بہ انگشت قمرہ ہر شب کیا کرتے ہین پارہ ہم
اگر کہئے لگاو دل کہین تم بہی تو کہتے ہین — پڑی ہی کیا تجہے مختار ہین دل کی ہمارا ہم
ہوا پر پہر رہی کشتے دل غم کی ہو جیون سی — عبث عشق تسے دیکہو [illegible] ہم
کہا جب ہم تمہارے ہین لگا کیا کہتی ہین جہنجلا کر — بلا اٹہ بہانی لگا یا [illegible] تمہارا ہم
برای قتل عاشق دمبدم چلتی ہین تلوارین — سمجہتی ہین تمہاری چشم [illegible] ہم
مثال مردم چشم اوسکی صورت پہر گئی دل مین — بصد افسون پہی آج شیشہ مین اتاری ہم

قطعہ

نہ کرتے عشق تو کیوں دیتے کیون جان و دل اپنا
برا ہوتا ہی دل دینا برا ہوتا ہی دل دینا

گلہ اُس دوست سے کیا ہی کہ دشمن ہین ہمارے ہم
نہین پھر حرف ہمپر دیکھ کرتے ہین بیگانے ہم

یہہ وہ دن سے لئی کیون رابط سے رنجیدہ ہوتے ہو
کہ سوچے ہین آخر ہو ہمارے تم تمہارے ہم

پریکا ہی نہ یہہ عالم نہ ہے یہہ حور کا عالم
پری انہہ سی ہی اپنی ہی بت مغرور کا عالم

نظر آتا ہی اُسکے کاکل پیچان و عارض تک
شب تیرہ و دیجور کا عالم یہہ پر نور کا عالم

ہماری دیدہ دل نے جو دیکھا نور کا شعلہ
یہہ موسی کو نظر آیا ہو گا طور کا عالم

اگر دیکھون لیا خاک بر سر یاد آتا ہی
دل مرحوم کا عالم دل مغفور کا عالم

مثال نقش پا وہ خاک پر سے ہل نہین سکتا
دم غرط ضعف یہہ پہونچا دل رنجور کا عالم

ہوا گور و ز رد شش ہے نظر آتا نہین کچھہ بھی
سیہ بختی سے اپنے ہی شب دیجور کا عالم

پھر آیا خون آنکھون مین پڑا بیہوش رہتا ہے
جو دیکھا رابط نے اوس نرگس مخمور کا عالم

باب النون

وہ عکس اپنے رخ مین رخ آئینے مین
سفینہ آپ ہین ہی آپ ہے سفینہ مین

وہ نام نقش ہے دلبر دل ہے کہ نام عشق تو
نگینہ نام مین ہے نام ہے نگینہ مین

بھلا ہی جسکو بھلا وہ برا ہے جسکو برا
نہ کینہ ہم ہین ہی مہر ہے نہ کینہ مین

ابہی تلک تو یہی جانتا ہی ای منعم ہم
دفینہ خاک مین ہی خاک ہے دفینہ مین

غضب ہی ایک یہی ٹانکا جو حرف تیغ سی ہی
تمہاری سینہ مین ٹوٹا ہماری سینہ مین

جو تو نہ ماری تو مرنا یہی کوئی مرنے مین
جو تو نہ چاہے تو جینا ہی کوئی جینے مین

ابہی سنائی کچہہ وہ جواب کا اسے رابط
قرینہ بات مین سے بات ہے قرینے مین

کہان ہے وہ جو صفائی ہے تیر سینہ مین
تری جبین کے سوا اور آبگینے مین

کبہی کسیکی مژہ ہی ہمارے کینہ مین
وہی کسک ہی جگر مین کہٹک ہی سینے مین

انہین لبون کی قسم ہی خدنگ یار تجہی
کری تصور جو تو خون دل کے پینے مین

کسیکے قتل پہ تو گرم ناز آ نکلا
کہ آج نکہت خون ہے تری پسینے مین

بفرط ضعف وہ کاغذ پہ اٹہ نہین سکتا
جو نقش ہی ہی میری نامہ کا نگینے مین

یہہ محو روی صنم ہو کبہی دو چار تو پہر
سمای شعل ہی جیسے عکس آبگینے مین

جو قصد آنکہ ہی مار کر جلانے کا
مرینگے رشک سے لا کہ دن ہمارے جینے مین

بہم ہی دیدۂ تر صاف روی دلبر سے
بشکل آئینہ یہان آب ہے سفینے مین

برنگ رابط رہین سینہ صاف سب اس سے
جو آپ دل سی کسیکے رہے نہ کینے مین

قاتل مری تکری نہ نظر آئینگے خون مین
ماہی کی طرح صاف ہی جا سینگے خون مین

ہی لعل نگارین سے عیان برق تبسم
اب دیدۂ تر آگ ہے برسلینگے خون مین

مت میاں چمن کر کہ گلا کاٹ کر اپنا
یہ مقتل عشاق ہے اس راہ نہ چلیے

گلشن کے فضا ہم تجھے دکھلائینگی خونین
ناحق کو قدم آپ کے بھر جائینگے خونین

لعل لب جانان کے تصور مین کبھی ربط
مر جائینگے تو لاشے کو بھی نہلائینگے خونین

بوسہ جب مانگون تو کہتی ہین کہ آ دیتی ہین
لیکے یہہ غنچہ دہن دلکو برنگ بلبل
اف ری اعجاز جسے چاہین اڑا دیتی ہیہ ظالم
آہین بھرتے ہین پس از گریہ تری ہجر کہا

جا دن تو گالیان دس پانچ سنا دیتی ہین
چٹکیون مین مجھے ہنس ہنس کے اڑا دیتی ہین
مار کر غمزہ یسی ٹھوکر سی جلا دیتی ہین
جنس دل آب رسیدہ ہی ہوا دیتی ہین

پانون مین بچہ مژگان تصور سے ربط
گدگدی کر کے ہم اس گل کو ہنسا دیتی ہین

تصور اسکا ہی لیل و نہار آنکھون مین
کہان گئی تھی بھلا شب کو بزم آرائی
شعاع حسن تیری صبح تھی جو نور افگن
لیکے دست حنائی سے تھی جو گل بوٹے
دو چار مجھسے ہوئی بزم مین جو دہ شبکو
نظر کیا ہو تمہاری جو سلک دندان ہیر

یہہ مردمک ہی کہ تصویر یار آنکھون مین
جو منہ بھو کا ہے دیکھو خمار آنکھون مین
تو جلوہ مہر کا تھا بار بار آنکھون مین
پھری ہی اپنی وہ نقش و نگار آنکھون مین
تو اسنے ہو گیا بوس و کنار آنکھون مین
بھرین کب اسکے در آبدار آنکھون مین

لگاوٹ انسی ہو کسطرح مجھی ای ربط

جو غصہ منہہ پہ ہی اونکی تو بیار آنکھو نمین

بتوں کے بزم مین جا کر بہت ہم دنگ ہوئے ہین
گریبان پہاڑ کر اپنا نکل جاتے ہین صحرا مین
لب و دندان مین کیا ہی بے بہا اُس پاک گوہر کے
ملا تو جوہری دیکھین تیری یاقوت و مرجان کو
لگاتے آگ پانیمن ہین اشک و آہ یہہ اپنی
خفا ہونا اکڑنا اینٹھنا چین بر جبین ہونا

سراجوں کے جہان یکدم مین سو سو رنگ ہوتے ہین
جنون کے ہاتہہ سی جب ہم نہایت تنگ ہوتے ہین
کہ جسکی لعل و الماس کب ہم سنگ ہوتے ہین
بتوں کے لعل و لب اُنسی کہین خوشرنگ ہوتے ہین
جب ان دونون کے آپسمین برابر جنگ ہوتے ہین
میری جان دلربائی کے یہی کیا دنگ ہوتے ہین

وہ اپنی چشم میگون کو اگر ای ربط دکھلاوی
سب اہل بزم ابہی مست مئی گلرنگ ہوتے ہین

مردم چشم ہی خانہ خرابی دو ہین
روز و شب غرق ہین دریای شرشک غم مین
مہر و مہ سے ہی حساب پل و ساعت و سال
ابر تر اتہہ سی بہلا ہو ویگا کیا عہدہ برا
دلبر بزم ہین اور ہوشربای مستان
رخ زیبا پہ نہین اوسکے مین چشم مخمور

دیدۂ تر نہین دو کان کبابی دو ہین
مردم چشم میرے مردم آبی دو ہین
نظر آتی بہی دنیا مین حبابی دو ہین
یہ میری دیدۂ تر اُسکی جوابی دو ہین
دست ساقی مین جو یہہ جام گلابی دو ہین
شجر حسن پہ یہہ جام شرابی دو ہین

شیشۂ دلکو چھپا اپنے بغل مین ای ربط
ترک اس چشم کے بدمست شرابی دو ہین

رخ دیکھہ تیرا گل کے طرف رو نکرون مین — سونگھون تیری نکہت ہی اُسی بو نکرون مین

ہون تار خیال اپنا تیری جعد سے باندہا — دل اور کہین بستۂ گیسو نکرون مین

حسن ہے یہ تو قوس قزح آنکھون سے دیکھون — پر تیری نگہ جانب ابرو نکرون مین

ہرگز نہ کہون اب تیری چہرہ کا تصوّر — کیون سوی مہ چہاردہم رو نکرون مین

ظالم مجہی دیندار سمجہتا ہی کہ بے دین — گر ہو رہ کعبہ تو ادہر رو نکرون مین

جتنا مین کہا تجہہ سی نہین جہوٹ کبہی کچہہ — اس بات مین تو فرق سر مو نکرون مین

سن سن کے کہا یار نے اب [illegible] ربط
بس دور کیا غیر کو تجکو نکرون مین

اگرچہ ہمنی آنکہین دید کے قابل بہت دیکہین — مگر ہشیار کم آئین نظر عاقل بہت دیکہین

نظر آئی نہ اب تک یار کیسی ایک بہی صورت — اگرچہ تونے اچہی صورتین ای دل بہت دیکہین

قطعہ

نہ دیکہا جز دکن معمورِ عشق و حسن سے عالم — پہرا اک عمر جائین سیر قابل بہت دیکہین

کہین فرہاد و وامق سی کہین مجنون سی دیوانے — کہین لیلے سی ہمنی صاحب محمل بہت دیکہین

سوی جنت چلی جاتی ہوئین دوش ملائک پر — تیری کشتون کے لاشی ہمنی اے قاتل بہت دیکہین

فروغ شمع بوی گل مین جلوہ یار کا پایا — ہزارون سے چمن کے سیر کے محفل بہت دیکہین

یہان پر ربط کچہہ زور طبیعت چل نہین سکتا
زمینین گرچہ ہمنی سخت اور مشکل بہت دیکہین

اگرچہ خاک مثل نقش پا ہون
پہ ہر گمراہ کا مین رہنما ہون

اسیر زلف پیچان کیا ہوا ہون
نپوچھو کچھ گرفتار بلا ہون

جو ہاتو ہون سے فلک کے پس رہا ہون
مگر اس باغ رنگ حنا ہون

بہلا مین بہی تماشہ دیکہتا ہون
دل اپنا اک نگہ پر بیچتا ہون

چراغ دیر سے شمع حرم تک
تجلی ایک ہے جو دیکہتا ہون

میرے دل کی کشش غالب ہے اسپر
وہ آہن ہے تو مین آہن ربا ہون

کنارہ کش ہے کیا ای بحر خوبی
نہ یون بیگانہ ہون مین آشنا ہون

ہوا ایسی چاہ کا خانہ خراب آہ
نچاہی وہ مجہی مین اسکو چاہا ہون

کہی ہے دل میرا کہہ صاف مجہکو
کہ مین آئینہ جلوہ نما ہون

کبہی بندہ کے پاس آئیے نصاحب
بہت تم دور ہو مین جانتا ہون

خوش آوی ای صبا کیا نکہت گل
کہ بے یار اپنے جی سے مین خفا ہون

شب اس سے قصۂ دل مین جو چھیڑا
تو مست خواب تہا کہتا رہا ہون

مین کیا دیکہون بہار باغ ای رابط
شمیم غنچہ سان دم مین ہوا ہون

چشم سے جو نہین آنسو روان
زخم کے مانند چشم خونچکان

موتیون سے مانگ اسکی کیا بہری
ابر مین اک برق ہے جلوہ کنان

یا اور ہم مردمک سان ایک ہین
گو بظاہر ہووے دوری درمیان

شور و غل کرنے لگے پھر عندلیب
چپ ہو کب تک منہ مین غنچون کے زبان

ڈانک جیون یاقوت سی ہو دی جلوہ گر
ان لبون سے یون ہے ظاہر رنگ پان

قافلہ تو عمر کا جاتا رہا
مین رہا مانند گرد کاروان

پھر سے اوسکے درمیان الفت ہی یون
دو لبون مین جیون تبسم ہو نہان

اس سے پھر بہتر عبادت ہی نہین
رکھئی یاد یار ہر دم ہر زمان

ہجر مین ای ربط جی مت کھو کہین
ہے مثل گر جان ہے تو ہے جہان

چشم اسکی ہی جسی عین ملا کہتی ہین
غمزہ اسکا ہے جسی تیر قضا کہتی ہین

اپنے مذہب مین عبادتکو ریا کہتی ہین
کافر عشق جو ہین بت کو خدا کہتی ہین

ماہ عید اس خم ابرو سی ہوا تہا روکش
ہی اسی وجہہ سے انگشت نما کہتی ہین

تخت تابوت جو مقتول نے تیری پایا
سایۂ تیغ کو ہم ظل ہما کہتی ہین

داغ دل ابر مژہ اور یہہ ٹھنڈی آہین
اسکو برق اسکو گہٹا اسکو ہوا کہتی ہین

وہ تیرا حسن خداداد ہی ہر صبح و مسا
دیکھکر غنچہ و گل صل علی کہتی ہین

جی دیا شمع پہ یہ پروانے پروانہ کیا
اسکو دل اسکو جگر اسکو وفا کہتی ہین

ٹوٹ جاتی ہین پدامان مژہ طفل سرشک
جبدم آنکھون مین وہ کچہہ ہو کے خفا کہتی ہین

واسطی تربیت الفت کے اشارہ ہی بہت
اوٹ سی پردہ کے مردم انہین دایا کہتی ہین

قطعہ

تو آپ بولے ہمارے کوئی نہ آوے راہ
تیرا یہہ منہہ ہے کہ تو دیکھے ہمارے پانون

قطعہ

تھے وہ بھی کوئی دن اے دل کہ دابتے تھے ہم
وہ گوری گورے وہ نازک وہ پیارے پیارے پانون

سو اب فراق مین یہہ دن نصیب ہین اے ربط
کہ ہاتھ ملکے ٹپکتے ہین غم کے مارے پانون

جو سلک اشک اور داغ دل بیتاب ہی روشن
ادہر گلریز چھوٹی ہے ادہر مہتاب ہی روشن

ہمارے لخت ہای دلکو دیکھو تو سر مژگان
کہ اک تٹے چراغونکی لب نالاب ہے روشن

لگی آہ دل سوزان ہے شاید آگ پانی مین
جو اشک شعلہ ریز الکا ہماری آب ہی روشن

وہ رشک مہر یون جوبان عالم مین ہی روشن تر
ستارو نمین فلک کی جسطرح مہتاب ہے روشن

تہ دامان موج بحر شمع جان سوزان ہے
کہ فانوس خیالی کیطرح گرداب ہی روشن

منہ نوسے دو چندان ابرو جانان پہ جلوہ ہے
چراغ خانہ سے وہ جسکے محراب ہی روشن

تصور رند بگیا اسے ربط کس برق تجلی کا
کہ اشک چشم کا اک آتشین سیلاب ہے روشن

نکوئی دور سے ہی دورنے قرین سے قرین
قرین وو در جو پوچھو تو ہین ہمین سے ہمین

یہہ آہ و اشک اگر اپنے انپی جوش پر آئے
خلک فلک سے شکایت کرے زمین سے زمین

ملا مین خاک مین اسے آسمان مگر نہ ملا
کسی دہن سے دہن لب سے لب جبین سے جبین

ہوای یار مین اپنا یہہ جسم کاہیدہ / بطور کاہ کے اوڑتا پھرا کہین سی کہین

بتا کے خال لب اک جوہری نی وسنی کھا / ملا تو دیکھین تیرے لب سی رنگ نگین سی نگین

پہلے سی ہم ہین بھلے اور ہین بری ہی برے / غریب سے ہین غریب اور ہین متین سی متین

قطعہ

کل ایک بزم مین تفریح طبع محزون کو / تمام رات یہہ بکتے رہے حزین سے حزین

نہ اشک و آہ سے بہتر ہی کوئی آب و ہوا / نہ پر فضا ہی کوئی شعر کی زمین سے زمین

کسی طرح نہین کرتا سخن خلاف مزاج / ملائین اونکی نہ کیون ہانسے ہان نہین سے نہین

ہوئے ہین جو تیرے ہمسایہ آپ جلوہ فروز / تو میرے کو بھی آجائے یہین سے یہین

وہ بیوفا ہے جو آئے دل تو اوسکو چھوڑ ندے / ہم اور ڈھونڈ نکالین گے اک حسین سے حسین

کرین تیو تیہ گمان خدا کبھی نہ کبھی
یہہ ہو چکا ہے ہمیں ربط کی یقین سی یقین

وہ کون ہے کہ دل آزردہ تیرے کین سے نہین / نمود موجہ چین اک میری جبین سی نہین

ہوا ہی یار مین یون اوڑ رہی ہے یہہ گویا / ہمارے خاک کو مطلب ہے کچھہ زمین سے نہین

دراز دست طمع ہو گیا تو پہر کس آن / نمود چین جبین روئی آستین سی نہین

چننے سے عیب کے ہوتا ہی انتخاب ہنر / شکایت اسلئے اپنی کو عیب چین سی نہین

کسی کے دلمین اگر جا ہوئی تو کیا کہ حصول / سیوا رو سیہی نام کو نگین سے نہین

ہونٹ تو یونہی سہی منکر ہین پیر قتل سے آپ
سرخی پنجہ نازک کو حنا کہتے ہین

وہ جو خنجر میری ثمر کا نکی طرح ہی پر خون
یہہ جو دامن پہ ہین چہٹیے اسی کیا کہتے ہین

سرو گلشن مین قد یار کی حسرت سے نسیم
بن گیا تہا ہمہ تن دست دعا کہتے ہین

دم گرہ غم سی گلو مین ہے نہ کہین قتل ہی کر
ناخن تیغ کو ہم عقدہ کشا کہتے ہین

ہو نہو ربط وہ اپنا ہے دل خون گشتہ
اوسکے کوچہ مین کوئی قتل ہوا کہتے ہین

ہر اک شب شام سی تا صبح بیداری ہی اور مین ہون
برنگ شمع تجہہ بن آہ ہی زاری ہی اور مین ہون

خیال زلف مشکین خال مشکین خط مشکین ہے
سیہ روزی نسیہ بختی سیہ کاری ہی اور مین ہون

نہ کشتی پاس ہے دلکی نہ کوئی آشنا گہرا
فقط آنکہون سے دریا اشک کا جاری ہے اور مین ہون

تعلق سی جو نکلا تو ہوا پابند آزادی
غرض دلبستگی سی یہہ گرفتاری ہے اور مین ہون

لکہا یہہ پارسا نے دیکہہ کر اوس چشم میگون کو
قسم ہی آج سی ہر روز میخواری ہے اور مین ہون

اودہر آنیکو طیار ہوتے ہین بصد خوبی
ایدہر ساز طرب مجلس کی طیاری ہے اور مین ہون

تغافل ہی تساہل ہی ستم ہی نار ہی وہ ہے
جنون ہی بیکسی ہے ناز برداری ہے اور مین ہون

قطعہ

قضا نے اور سینہ پہ اپنی صبح کی ٹہر کے
پکاری جیکو یہہ کہہ کر کہ بیماری ہے اور مین ہون

صدا تہ اندروا سے عشق کی آئی کہا للہ جی
مگر اک دل کہ جسپر زخم غم کاری ہے اور مین ہون

کرون کیا سایہ لینے موہتے مجکو جباب آسا | عناصر کے تعرض یہہ چاردیواری اور مین ہون

غزل ہر بحر مین گر قدردان ہو ریطاستن ہیو ہر
کہ مانند ابر نیسان کے گھرباری ہے اور مین ہون

جور و ستم سہا کرون حالت دل کہا کرون | یون نکرون تو کرون وہ ن کرون تو کیا کرون
یار ہون لایق وفا سنکے کہا کہ اور کیا | تیرے سوے دوسرا کون ہے کیا وفا کرون
پاس تیرای خودنما ہی یہی منصفی بہلا | زانو پہ آئینہ رہی اور مین منہہ لگا رہون

قطعہ

میری طرح خدا کرے اٹکی کہین دل آپکا | تا کہ ہو میری قدر عشق اور مین کیا دعا کرون

سُنکے کہا بہلا رے ربط کیا کہا تو پہر تو کہہ
تیرے کو تیرے عشق کو اپنے پہ مین فدا کرون

وہ بت جو کہنی لگا شبکو کہہ کناری پانون | مین سر جہکا کے کہا پوچہئے تمہاری پانون
سنے جو سو مین کہتی ہو تم ہمارے پانون | تمہاری پانون کہان یہہ کہان بچاری پانون
ستاری عرش پہ وہ کہ یہہ کیا چمکتے ہین | ہمارے چاند کے اب چومتے ہین تاری پانون

قطعہ

کہا مین اکدن اوس غنچہ لب سے یون ہنسکر | کہ برگ گل سے بہی نازک ہین کچہہ تمہاری پانون

قسم ہی چاہنے والیکو چاہتا ہے جی
تعلق اسدل محزون کو احسین سی نہین

ضرور چاہیے کچھہ وسعت اہل قنعت کو
شکوہ بام برین ہی کہ نشیمن سی نہین

گداہ اہل صفا دور رکو کری نزدیک
کہ کشف مدنظر انکو دوربین سے نہین

ہوا او دا اسس تو ابکا دبیت موزون سکے
غرض ہے ربط کو تحسین و آفرین سے نہین

سوا ہی نام عیان عکس تن کہین سے نہین
برابر نظر آئینہ کم نگین سے نہین

دل اوس سے چاہیے خالی رہی جو دلمین ہو
یہہ وہ مکان ہے کہ جسکو شرف مکین سے نہین

رہا جو کرتے ہو برہم سیاہ بختو نسے
او لجھتے اپنی ہے کیون زلف عنبرین سے نہین

دعا کی خوب کہی زندگی سے ہاتھ اوٹھا کے
امید ضعف مین اتنی دل حزین سے نہین

قطعۂ ۳ شعر

سوائی خوبی تقدیر اور کیا ہے کہئے
سبھون سے راہ کی باتین مگر ہمین سے نہین

چنانچہ رات وہ آئے تو دیر سے آئی
سو آپ ہی آپکے کی سات ہمنشین سے نہین

کہان تھے اونہسی جو پوچھا کہا کہین بھی تہی
کہانسے آئی جو پوچھا کہا کہین سی نہین

جو عین وصل کو فوراً فراق کر دکھلائی
معاف رکھئے عجب آپکے نہین سی نہین

ضیائی ماہ کو خورشید سی دوچند کہا
برا نہ مانئے کچھہ آپکے جبین سے نہین

برنگ نقش قدم جذب کوئی جانا نمین
اوٹھیگی لاش پر اوٹھینگے ہم زمین سے نہین

جہانمین ترس بتان سے خدا ملا ہے کہین
خبر ہے تجکو ابھی ربط کفر و دین سے نہین

باب الواو

سودا یون نسے کہتے تہے دم لو قرار لو
کہتے ہین صیدگاہ مین وہ دیکھ کر مجھے
گر ہو خیال یار دم گریہ بلبلو
نیسان اشک برسی جو داتون کے یاد مین
اس شعر و غل مین قمری و بلبل اثر کہان
لیلے نے سار بانسے کہا نجد ہی بس اب

سودی خبر صبا نے کہ آئی بہار لو
جانے نپائے یہہ ہان اسکو مار لو
رومال سے میرے عرق گل اوتار لو
پانی کے مول آب دُر شاہوار لو
دل رفتگان نسے طرز فغان مستعار لو
مجنون نسے میرے کہدی کہ صاحب مہار لو

جو ربط بعد مرگ ہوا سے عبیر ہو
یکمشت جا کے قیس کے خاک مزار لو

مجھسے وہ روٹھی تو بولے ہمسے مت بولا کرو
ہو چکا غصہ چلو آؤ ہنسو بولو او ٹہو
جنس دل لکو ہم تمہاری ایک ہی بوسہ پہ نقد
جانکر نازک مزاجیکو گلو نکے بلبلو
آنے جانے مین تکلف یہان عبث کرتے ہو تم
وحشت فرقت مین اوسکی ہو گیا ہی رنگ فق

جو تمہارا آشنا ہو وہی اوسی چھیڑا کرو
چھوڑ دو مچلا ئے کسیکی بات بھی مانا کرو
بیچتے ہین دیکھو جو بیچا سے تو سودا کرو
بیکلی سے اس روش کہ آن مت غوغا کرو
گھر تمہارا ہی سمجھنا آیا کرو جایا کرو
حضرت دل او میان تم یون نہ گھبرایا کرو

ہو گیا آخر برنگ شانہ سینہ چاک چاک
ربطؔ ہم کہتے نہ تھے زلفوں سے مت اوجھا کرو

پھر جو طوفان یہ آتے ہین آنسو
جی جلاتے ہین کیا اُودہر آہین
میرے رونے پہ ہنسکے کہتے ہین
گریہ کرتا ہون اسلئے کچھہ کچھہ

دیکھین اب کیا دکھاتے ہین آنسو
دل ادہر کو ڈوباتے ہین آنسو
کس لئے یہہ بہاتے ہین آنسو
آگ دل کے بجھاتے ہین آنسو

ربطؔ ڈیرے ہی دل میرا کیون اب
پہر پہر آنکھون لاتے ہین آنسو

ہو گیا طوق گلو گیر گریبان مجکو
وہان رہی کا کل اشفتہ سے سری
کسنے حق مین نہ دل خستہ کی مارا پتھر
ملگیا روز ازل سے صفت شمع و پتنگ
یاد قامت مین ہے تیرا ای گل خندان ہر صبح
چاک ہی گل کی روش ہاتھہ لگا ای ناصح
ہای کیون حالت دل مین نے سنا ہی شب وصل
ایک بجلی سی چمک جاتی ہی انکھونکی خصو

بیڑیان پانو کے ہین حلقۂ دامان مجکو
یہان رکھا حال پریشان نے پریشان مجکو
کر دیا عشق نے بازیچہ طفلان مجکو
حسن جانسوز اوسی سینہ سوزان مجکو
خار آتا ہے نظر ہر د گلستان مجکو
تر بتر خون مین یہہ دامان وگریبان مجکو
کہ خجل ہو کے کیا اوسنے پشیمان مجکو
یاد آتا ہے وہ جب چہرہ رخشان مجکو

ہے جگر مین تو قلق سینہ سوزان مین طپش
ربطؔ کیا رنج یہہ دیتے ہین دل و جان مجکو

مجھے تیغ غم سے مت بار ڈالو ئہ
بچالو بچالو بچالو بچالو ئہ ئہ

بلا آج تو مجکو گل کی طرح سے
نٹالو نٹالو نٹالو نٹالو ئہ ئہ

میرا دم ہے آنکھونمین اب شکل اپنی
دکھالو دکھالو دکھالو دکھالو

قطعہ

ہوئی غیر کی غرض جب ادسنے بولا
بلالو بلالو بلالو بلالو ئہ ئہ ئہ

کیا بد ربط ہی تو کہا یون جہڑک کر
نکالو نکالو نکالو ئہ ئہ ئہ

شمشیر قمر کے ابرو تیغ و سپر تو دیکھو ئہ
کسکا ہے یہ شفق ہے خون چرخ پر تو دیکھو

کیا غنچہ کیا رگ گل ای شاعرو ذرہ تم
اوسکا دہن تو دیکھو اوسکی کمر تو دیکھو

آتے ہی رشک گلکی رنگ اڑ چلا گلونکا ئہ
ای بلبلو ذرہ تم مرکر ادہر تو دیکھو

قد ہوگا اونکی جوہون جیا تو ہینسکے بولے
سرکو تم اپنے میرے پانونپہ دہر تو دیکھو

مانگا جو دل تو بولے یہان کس سے پوچہتا ہے
نکلا یہہ اب کہان سے بار ادہر تو دیکھو

گریہ مین کچہ اثر ہے نے آہ مین تمہارے
ایکا د حضرت دل نالہ ہی کر تو دیکھو

جیون شمع سر کٹے سے شاید ہو سر فرازی
سرینچے تیغ قاتل اے ربط دہر تو دیکھو

غم مین کسی جوانکی کوئی مبتلا نہو ئہ
یہہ وہ مقام ہے کہ کسیکا بہلا نہو

آشفتگی سے دل پہ ہمارے ہی پیچ و تاب
دام بلای زلف مین کوئی پہسا نہو

نرگس شاخ لٹکے ہی جیون بال آنکہہ مین
بیمار سکے تو پاؤن مین کانٹا چبہا تہا

قطعہ ۳ شعر

موج نسیم ہے جو اسی پیچ و تاب مین
اب آگے آگے دیکہئے اب ہو کیا نہا

گل دامن اپنا چہاڑ رہی ہین لٹا کی زر
عزم سفر بہار چمن نے کیا تہا

زنجیر پہنتی پانو مین عریان وزی متاع
یون قافلہ تو کوئی کہین کو چلا تہا

کہتے تہے یہہ مسیح میری نبض دیکہکر
اسکا علاج ر ط کسیکا کیا تہوئہ

ہے وہی مہر جو ہنگام صحر دیکہین تو
ہے وہی ماہ سر شام اگر دیکہین تو

بال سے باندہی تو ٹوٹی ہے گرہ لیکن
شعر مین بندہتی ہے کیونکر وہ کمر دیکہین تو

ہین تو ہم چشم تیری پردہ ہون سیر ہم چشم
پہول نرگس کے بچہے ایک نظر دیکہین تو

یہہ غبار شہدا چرخ چڑہا ہے کہ شفق
آپ گلگون صبا تک سہرا و تر دیکہین تو

حال کہلتا ہی ابہی بلبل و پروانہ کا
وہ گل و شمع تیرے گور پہ دہر دیکہین تو

آخر شب تیرے ی اوٹھہ جانی سہ اول ہو جاتی
جیب اپنا کہ گریبان صحر دیکہین تو

جسنے صورتگر قدرت کو رکہا حیران
اوسکو یہہ مانئی و بہزاد اگر دیکہین تو

آنکہہ سے تیری ملائی تو سہی نرگس آنکہہ
ہو تیرے رخ سے مقابل گل تر دیکہین تو

تار دم یا رگ جان تار نگہہ یا رگ چشم
کچہہ ہی یا کچہہ نہین ہی یا کمر دیکہین تو

شمع یا آئینہ یا مہر ہے یا عید کی صبح
عارض یار ہے گل ہی کہ قمر دیکھیں تو

ربط ثم ایک غزل اور حضور شعرا
کیسے کہتے ہو یہ انداز دگر دیکھیں تو

دیکھیں دیں دل ہم اوہیں یک نظر دیکھیں تو
جبھی ہی جاتا رہے یار دگر دیکھیں تو

وہ ہمیں ہیں کہ شہا کرتی ہیں اولی سوالے
آپ یہ ظلم کسی اور پہ کر دیکھیں تو

سنکے وہ منہ سے میر نام جگرداری کا
اٹھا اوٹھے دست پہ خنجر ہو جگر دیکھیں تو

میں اوٹھا روٹھ کر وہانسے تو وہ کہہ اٹھے صاف
کیا ترے جانے سہی ہوتا ہی ضرر دیکھیں تو

منع کوئی نہ کرے یار کے ملنے سے ہمیں
خوار ہوں زار رہوں رسوا ہوں مگر دیکھیں تو

اپنے بیمار کی بالیں پہ وہ کہتے تھے رات
کیا طبیبوں کی دوائیں اثر دیکھیں تو

شمع بھی رکھی ہے پروانہ بھی موجود ہے اب
لاگ لگتی ہے ذرہ آپ ادہر دیکھیں تو

پھر مسلماں نہ کہیں یہ کہ خدا اور بت اوس
میرے آنکھوں سے تجھے یار اگر دیکھیں تو

راہ الفت میں کہ ہے ربط وہ تلوار کی دہار
پاؤں رکھتے ہو کہ تم دیتے ہو سر دیکھیں تو

باب الہا

یار تیری نگاہ میری آہ ئہ ئہ ئہ
ایک ترکش کے تیر ہیں واللہ

آنکھوں سے لڑائی شام و پگاہ
آئینہ کا یہ منہ ہوا اللہ ئہ ئہ ئہ

قہر ہے چشم سحر ہے وہ نگاہ — الامان الامان پناہ پناہ

دولت فقر ہے لکھا ہے شاہ — اے فلک رکھلے اپنی حشمت و جاہ

یہہ طلا ہے تو یہہ کسوٹی ہے — زرد رنگ رخ اور بخت سیاہ

زخم سینے تہ تھے میری جراح — دم ہے سینہ مین رک گیا واللہ

وہ بت بدشعار بدخو ہے — دل جو ایسے کو کوئی دی تو باہ

دیکھتا کیا ہون سرو کو تجہہ بن — اوٹھہ رہی ہے لب چمن سی آہ

سنکے محفل مین اس غزل کو رابط
ہائے کوئی کہے تو کوئی واہ واہ

حضرت دل باصفا آہین نہین بہرتی ہین یہہ — پہونکنی ہے نکہت راہ الفت مین قدم ہرتی ہین یہہ

اشک ہے تیری کیا کرین ہین تباہ راہ یار چشم — چہائی پر جاوین نشان اولیان تو نمین ڈرتی ہین یہہ

ہمت نشتر زنی اون سوزن مژگان [illegible] — سینہ صد چاک کو ناصح رفو کرتی ہین یہہ

قطعہ

ایک دو پیالے پر ہائی چشم میگون کی ہی یہہ — گر اہہین ملجاین دیکہو تو بہلا مرتی ہین یہہ

یون لکھا تب رابط سے تجہہ ہی لہو جام شراب
مین تو دینی کا نہین یہان مفت دن بہرتی ہین یہہ

وہی ہی ایک جہا تنگ ہی کائنات مین کچہہ — نہین ہے آخر سر مفرد مرکبات مین کچہہ

جفا کیا نہ وفا اوسنے مر گئے افسوس
ہوا ہے جور میں کچھ ہے غرض التفات میں کچھ

یہی دوا ہے کہ تو جلد آ ابھی ورنہ
مریض عشق کی باقی ہے وفات میں کچھ

اسیر زلف مسلسل کو آپ کی اب تک
نہیں تمیز گرفتاری و نجات میں کچھ

میں ڈر سے کچھ نہیں سکتا رہو کہ جاؤ مگر
ابھی تو باقی ہے اے رشک ماہ رات میں کچھ

شب فراق میں جو تار اشک کا ٹوٹا
شکست آئی مگر رشتۂ حیات میں کچھ

بغیر سنگ کہ وہ دل ہے یار کا اپنے
دلا نہ کعبہ میں کچھ ہے نہ سومنات میں کچھ

دہن کو باندہ لیں شاعر تو ہے نیا مضمون
نکل ہی آئیگا اک رنگ ونکی بات میں کچھ

جو حسن و عشق نہ ہوتا صفات کا باعث
تو یار فرق نہ تھا میرے تیری ذات میں کچھ

یہ سچ ہے ربط کہ ہیں سخت وہ کچھین لیکن
اب اس خیال سے آتا ہے اپنے ہاتھ میں کچھ

تاب و توان و ہوش گئے دل کے ساتھ ساتھ
محفل وہی ہے صاحب محفل کے ساتھ ساتھ

روشن دلونسی گردش قسمت نہوئی دور
ہالہ رہی سدا مہ کامل کے ساتھ ساتھ

حاصل سوا ذلت و خواری ہوا نہ کچھ
ہم مدتوں خراب ہے دل کے ساتھ ساتھ

سارا ظہور نور خدا سے جدا نہیں
ظل تن کے ساتھ ساتھ ہے تن ظل کے ساتھ ساتھ

میں دل طپیدگان وفا کا غبار ہوں
اوڑتا ہوں بال طایر بسمل کے ساتھ ساتھ

چلنے سے تیغ راہ کی منزل تو کٹ گئی
پر عمر قطع ہو گئی منزل کے ساتھ ساتھ

ہونیت جی ترا آگے یہہ کہتا ہے اشک سے
ہم تم چلینگے ٹہرو ذرہ دل کے ساتھ ساتھ

لیلی جو دل مین ہو تو نہو منتل گرد باد — مٹی خراب قیس کی محمل کے ساتھہ ساتھہ

پہونچی یہہ ناتوان تہ دیوار یار اگر — چڑہ جای بام پر کشش ظل کے ساتھہ ساتھہ

ہے اختلاط خاک نشین باعث فنا — تحلیل مغز دانہ ہوا گل کے ساتھہ ساتھہ

ہمراہ خاکیون کے ہے گردش مین آسمان — چاک کلال چرخ کری گل کے ساتھہ ساتھہ

قطعہ

تب مجکو یار رکھتے تہی مرتا سہج ہنین — کچہہ دن پہرا تو کبہی قاتل کے ساتھہ ساتھہ

قاتل سے کوئی اب نہین کہتا کہ دو قدم — تو بہی تو چل جنازہ بسمل کے ساتھہ ساتھہ

اللہ ری اشتیاق کہ اڑتا ہی رنگ گل — فصل خزان مین وجہ عنادل کے ساتھہ ساتھہ

سر سے کفن لپیٹی ہوی پہر رہی ہین رلط

مرنے کی اشتیاق مین قاتل کے ساتھہ ساتھہ

باب الیا

بے ثمر ہی راست پوچہو تو نہ وہ دلدار ہی — قمریونکا بیٹہنا سرو چمن پر بار ہے

سوے صحرا کون خوش قد مایل رفتار ہے — سور محشر خندہ کبک کہسار ہے

ہے رگ جوہر کو نشتر عکس مژگان صنم — باہمہ روین تنی آئینہ دل فگار ہے

گل نہ کہلیجا صبا جیون نمہ وا کردہ صبح — بلبلونکا بہم غنچہ یہہ اسرار ہے

کیا تعجب ہو اگر حیرت میان حسن و عشق
ظاہر اونکی ہماری اڑ اک دیوار ہے

حلقۂ دامن حصار عالم تجرید ہے
دور گردون نے احمق مین بندش دستار ہے

اوسنے چمکایا جو ابرو جہڑ گیا اسکا دماغ
ماہ نو کی مغربی اب کا ٹہہ کی تلوار ہے

آبی و ناری حباب و شمع تو برباد ہین
خاکیونکو سرکشی پر کیسلئی پندار ہے

ہاتھہ پہیلاون صدف کیطرح لب مین پیش ابر
ربط جیون نیسان میرا پہر خامہ گوہربار ہے

جلوہ بخش بزم ساقی دور چشم یار ہے
دیدہ ساغر چراغ خانہ خمار ہے

خود گرہ خود ناخن ای قمری تیری منقار ہے
عقدۂ غنچہ سے سربستہ کشاد کار ہے

وجہ مرگ افشای راز یار سی ہی چاک دل
زخم جان اہل عصمت رخنہ دیوار ہے

صحبت رنگین پریشان وضع کو رنگین بنائے
تار مین حسن گلکو دیکہا صاحب زنار ہے

ہاتھ انکو سے تا ساعد چڑہائی آستین
کینچلے وہ آستین ہی ہاتھہ اسکا مار ہے

راہ ہستی پر شمع کی پروانہ ہوتا ہی نثار
ہندسی کہتے ہین وہ مرکز ہی یہہ پرکار ہے

سو ہم چشم صنم پر زلف ہی بکہرے ہوی
دیکہہ لو یہہ مشک یہہ آہو ہی یہہ تاتار ہے

خشک ہی رخسار تر ہی چشم زار ای ابر غم
صحن ہے سوکھا پڑا دالان مین بوچہار ہے

ربط ہم ناقہم کیا سمجہین یہہ مضمون و لطیف
صاف کہی آپکا جو شیوۂ اشعار ہے

اسکو نعمات بہشت اللہ سے درکار ہے
یہان تو تیسے ایک بوسہ مانگنا جب عار ہے

ناصحا بس کہ اپنا نام کرتے ہین مجھے
ہے تو ظالم وضع پر ظالم نہین غیار ہے

لوگ کہتے ہین کہ ہے تیر طرف سے اونکو رنج
جی مین کچھ ہوگا مگر منہہ پر تو اونکی پیار ہے

ہمنے اب اس امر کو دیکھا کہ آسان کیا
تم تو کہتے تھے کہ دل دینا بہت دشوار ہے

ایک ہی بوسہ مین آجاتا ہے تیر جی مین جے
مین مرتا ہون مگر تمکو وہی تکرار ہے

آئینہ سی منہہ چھپایا آپنے اچھا کیا
لب ہر اشفتہ نظر شایستہ دیدار ہے

قطعہ

عقل حیران ہی کہین تو کیا کہین اے احمد ہو
وہ تو وہان بیہوش ہوجاتا ہی جو ہوشیار ہے

اور جو بیہوش اس کوچہ مین آنکلا تو پھر
ہوش آجاتا ہی اوسکو اسمین کیا اسرار ہے

آگیا رابطہ اونکے محفل مین تو فرماتے ہین کیا
ہان پڑے ہے کوئی غزل سنتے ہین خوش گفتار ہی

صبح شبنم دامن گل پر ہے بلبل زار ہے
اور ہم ہین پاک دیدہ پاک دامن یار ہے

عمر اپنی کچھ گھٹے زلفین تمہاری کچھ بڑہین
جی کے سودے مین یہی دو دام کی تکرار ہے

سیر گلشن کا دماغ و دل رہی کیا ای صبا
باغبان مجھسے خفا مرغ چمن بیزار ہے

لو کن سی پوچھتا کوئی کہ سن تو بی خبر
کار شیرین عشق ہی یا عشق شیرین کار ہے

وحشت اب ہر سو لئی پھرتی ہی دکھلاتی مجھے
یہہ مکان یہہ شہر یہہ کوچہ ہی یہہ بازار ہے

قطعہ ۳ شعر

دیکھکر مجکو پریشان و ضع بیتاب تو ان | خلق تو کہتی ہی شاہد یہہ کسی پر زار ہے
اور سنئے طرفہ تر جھگڑا کہ جب جاتا ہوں وہان | وہ جہان محو خود آرا ہی بت عیار ہے
زلف کہتی ہے کسی آشفتہ کا آشفتہ ہے | چشم کہتے ہے کسی بیمار کا بیمار ہے

سیر گلشن ہے کرین اثبات سب رنگین سخن
بلبل و گل پر کسیکو ربط ہی تکرار ہے

قطعہ بند تمام غزل

گو کہ ہے تقریر انسان پر بہت دشوار ہے | اسلئے کہنا مجھے تا چار پیش یار ہے
ہمسری پر تیری یہہ شاخ گللو سر کشی | وضع پر پیکان کی غنچہ کو یہہ پندار ہے
نالہ بلبل بہی نکالے تیر سا کوئی اہی | کیونکہ وہ سب او ہمین ہی جو تیر کو درکار ہے
مو تدلی منقار تو ہے وہ زبان پیکان کے | کہولدی تو پہر وہی گویا لب سوفار ہے
کہا وہا تب وہ یہو ونکو تان کر تسکل کمان | سُن تو او گستاخ معشوق نسی یہہ گفتار ہے
نالہ بلبل کو شاخ گل سے کیا نسبت کہ شاخ | راست ہو تو تیر ہی جھکجای تو تلوار ہے
اور جو منقار بلبل ہے وہ غنچہ مین سے | بند ہو تو ہے وہ پیکان وا ہو تو سوفار ہی
تب لگا کہنے ہوئی گو شاخ و گل شمشیر و تیر | فخر کیا اسکا کہ ہو نذر مین بیکار ہے
اور جسکو شاخ سدرہ جانتے ہین عقل کل | سو وہ تیر نالہ بلبل فلک کے پار ہے
غنچہ جبتک صورت پیکان ہے پیکان ہے | گل ہی جبتک صورت سوفار ہے سوفار ہے

چاہیے سوفار سے پیکان ہو ممکن نہین
آپ ہی چھٹے کہ بلبل کو بھی یہہ دشوار ہے

تب تو گل چٹکلے لے اوسنے رنگین یہہ کہہ سے ارزل
نالۂ بلبل تو کیا ہی تو بڑا اچھا رہے

تیر لرزی نہ تیری تیر کے سناٹے سے
مہر ٹھہرا ہی جو شمشیر کے سناٹے سے

مست رہتا ہون سدا عالم بیہوشی مین
نشہ بادۂ تقدیر کے سناٹے سے

عین گفتار ہی خاموشی حیرت زدگان
ہے عیان عالم تصویر کے سناٹے سے

چرخ تک پہونچ رہا ہی کی طرح شعلۂ فغان
الامان نالۂ شبگیر کے سناٹے سے

شمع سان اہل زبان دم مین ہجاین خموش
دم مین اوس شوخ کی تقریر کے سناٹے سے

قطعہ

آمد غم نظر آئے کہ طیور دل و جان
اوڑ گئے سینہ کو یون چیر کے سناٹے سے

دیکھہ کر باز کو جیون خوف سے بالائی ہوا
جوق اوڑ جاین عصافیر کے سناٹے سے

توسن یار کا نقشہ جو مصور نے لکھا
اوڑ گیا صفحہ سے تصویر کے سناٹے سے

ربط بالکل نہین سوتے ہین محلہ والے
شب تیرے نالۂ زنجیر کے سناٹے سے

گو ہین تیرے بہت سے گھایل نئی بنا لے
پر ایک ہم ہین بگڑی قاتل نئے بناسے

اوس بحر حسن کو جو منظور ہی کنارہ
آغوش آرزو ہو ساحل نئے بناسے

او سکی ہوا ہین کتنی برباد ہو گئی ہین — پہر پہیر ہزار ہا ہین مایل نہی بنائے
کیا ہیبت سیکھا ہی تو عاشق کی قتل کو — ہین خوف ہاتھ تیرے قاتل نہی بنائے
تقصیر کیا ہی قاتل کرین تو قتل مت کر — جرم وفا پہ ہم ہین قایل نہی بنائے
طبع روان ہوا ہی محتاج کب کسیکی — دریا کی خود بخود ہون ساحل نہی بنائے
دل خون نکیون ہوا لالہ مثل داغ کیون نکیا — اوس رخکی خال سا کب یک تل نہی بنائے
عاشق ہوا تو ایدل جا نبر نہ ہو سکیگا — ہین دلبران عالم قاتل نبنے بنائے
پایا وہین اوسکی ڈر سے روتا ہین اون — کوچے کے خاک اوسکی سب گل نہی بنائے

ہے ربط تمکو پہر بہی فسکر بنائے خانہ
گہر کیسے کیسے بگڑی نا قل بنے بنائے

جو باغبان پہ ستم ہی تو اپنے بار و بہی — گریہ ال شکس ہین بلبل کی گلتانو بہی
اٹہائے ساقی نے تیغ نگاہ مست سے وار — یہی شراب جو دلکا ہمارے کہاو بہی
یہ شک ہی کہ ہو جا اشک انکہون سے — تم اپنی ہاتہونکو مہندی اگر لگاو بہی
یہ ضعف ہی کہ تن زار کاہ کے مانند — اوڑتا پہرے جو میرے آہ دل کے ناو بہی

تن حمیدہ عاشق کو ربط خاک سے ہے
برنگ آب کہو جسطرف ڈہلاو کبہی ؏

دل میرا سایہ گلزار فنا ہوتا ہے — آج مرغ قفس تنگ رہا ہوتا ہے
زخم پر زخم اگر کہائے تو کیا ہوتا ہی — چپ سے کے غم کہا نہین کچہہ ورقرا ہوتا

مژدہ ای قافلہ گلشن ہستی ہر صبح
قہقہہ گلکا یہان بانگ درا ہوتا ہی

نکہت طرۂ جانان جو ہمے آتی ہے
کیا اید ہر بھی گذر یک صبا ہوتا ہی

تنگ دلسی نہین کھلتی گرہ مشکل غیر
غنچہ اپنا ہی مگر عقدہ کشا ہوتا ہے

نہوی کارگر اسد دل کو دوا آخر کار
عشق کا روگ ہی کمبخت برا ہوتا ہے

ہی نگاہ دام مغطر طرف ابروی یار
ہو جدہر قبلہ ادہر قبلہ نما ہوتا ہے

خاک اس زیست پہ مرجا سیماب کی طرح
اپنے مرنے سے کسیکا جو بھلا ہوتا ہی

ضعف ہے یہہ کہ مجھے جانسی اوٹھ جانیکو
اب خیال قد دلدار عصا ہوتا ہی

گل نہ سمجھو کہ لگ یار کے حسرت ہی مجھے
میرے مدفن سے عیان رنگ حنا ہوتا ہے

آنکھین وہ دیکھتے ہی نشہ سا ہوا آیا ربط
تم تو کہتے تھے کہ دو پیالو مین کیا ہوتا ہی

روشنی گرم سی ہے جو ہی ناسور کی
بجھ گئے دل سے ہوس اپنے چراغ گور کی

ماہ نو لب پر فدا رخ پہ تجلی طور کی
روکش اس چہرے سے ہو صورت تو دیکھو حور کی

عقد پروین ہیت نقشہ خوشہ انگور کا
میکشو کیا نشہ مین سوجھی ہی مجھکو دور کی

خون ناحق جسکا بار گردن قاتل ہوا
ناتوانی پر نظر کیجئے تو اس رنجور کے

ربط اک ساقی سے اس لرزش کو تھا جای خون
کیون نہ چشم زخم سے ٹپکے شراب انگور کی

دم گرم و سرد راتانی کا شانہ جلا اور شمع ہے
وہ کہتی ہین میرے جلوہ سی پروانہ جلا اور شمع ہی

بہن بزم مین بولا رات کہین پاس حسن و عشق مین — خاک پڑے اس غیرت پر پروانہ جلے اور شمع بجھے
بزم و گلشن بہ لب فسردہ کیا دیکھی ہی دل آزردہ — بلبل مردہ گل پژمردہ پروانہ جلا اور شمع بجھے
ای گرم ہوا دہشتان تہا خاک ہوئی پروانہ صفت — جعد سے وہ شمع میت تہی یہہ نہ جلا اور شمع بجھے
تربت مین پر کہا مجھکو یہہ سوز جگر تہا اف ری غضب — آہون سے جب کے پہلی شب ویرانہ جلا اور شمع بجھی
نالہ شعلہ فشان تہا ہر شب اور سے آہ سحر بہر دلمین — بہر کی یہہ آگ چلی وہ ہوا سب خانہ جلا اور شمع بجھے

شب جب ہم ہوش مغنی بکتا تہا نشہ مین لیٹے ہی
میخانہ جلا اور شمع بجھی میخانہ جلا اور شمع بجھے

اپ ہین ہم ہین شعر خوانی ہے — بس یہی لطف زندگانی ہے
عمر کوتاہ و وصف زلف دراز — رات چھوٹی بڑی کہانی ہے
خار صحرا سے پا ہوئے غربال — تب تو خاک اوس گلی کے چہانی ہے
سایہ سا جا بہل نہین سکتا — اسقدر مجھہ مین ناتوانی ہے
نگہہ چشم سرمہ سا ہے وہ — یا کوئی تیغ اصفہانی ہے
لخت آنکھون مین داغ سینہ مین — دل مرحوم کی نشانی ہے
نفع ظالم کو اپنے مال سے کیا — خشک لب تیغ اور پانی ہے
زہر کھاون نہ مین تو بنتی ہے — آج پوشاک یار دھانی ہے
عارضہ دلربا پہ مرتا ہون — عارضی میری زندگانی ہے

قطعہ

سنئے اقرار شب کو آنے کا / ماہ رو کی یہہ مہربانی ہے

یہہ سنے پر کہ یار آتا ہے
اب کوئی ربط نیند آتی ہے

ظاہر اکو کہ میری اشک کا وہ ثانی ہی / در غلطان کا پر اندیشی جگر پانی ہی
ہوش وحشت مین فقط جامہ عریانی ہی / شیشہ کا فر ہوس چاک گریبانی ہی
دسوز انکی نہایت شرر افشانی ہی / بس کہ اب تپش دل کہ جگر پانی ہی
قفس تنگ مین پڑا کاہی کوی مرغ اسیر / باغ سیر تا در صیاد پر افشانی ہی
غیر حق کوی کہی اُنکو تو سولی نچڑہی / حق کہا ہمنی بتون کو سو پشیمانی ہی
دہار پیاسون گلے پر نہ بہی برسے تو / برق ہی ابر ہی اُس تیغ مین کیا پانی ہی
جیغہ تاج ہی نقش قدم درویشان / موزہ پاے گدا افسر سلطانی ہی
منہ چہپائی ہوی جاتا ہی وہ قاتل کہدو / ہان خبردار کہ صورت تری پہچانی ہی
شانہ اُس زلف سی الجہا کہ صبا سے چہیڑا / کچہہ تو ہی ربط جو اس دلکو پریشانی ہی

دیگر

صورت اب انکو تن زار کی کہلاتی ہی / وہ جو کہتے ہین کمر اپکی لا ثانی ہی
مطلع مہر کہ وہ صفحہ پیشانی سے ہے / جلوہ صبح کہ وہ عارض نورانی ہی
یار کا نقش قدم اور دو چشم حیران / سنگ دہلیز صنم اور یہہ پیشانی ہی
شاعرون نے تو کہا تیغ و کمان ابرو کو / ہم کہین ترجمہ آیہ قرانی ہی

قطعہ

قلقل و شیشہ قل بلبل و پیمانہ گل — جلوۂ بزم دو بہار چمنستانی ہے

ساقیا می کہ خوشا دور قدح نوشی ہے — مطربا لی کہ نیا طور غزلخوانی ہے

ہا نہ بتکدہ اس چشم کو یہہ کفر ہی ربط

کعبہ ابرو کو سمجھنا یہہ مسلمانی سے

غمزہ کو پھر ہین کاوشِ دل ہاس پاش سی — قطرۂ خون ہے دو بدو دستہ جانخراش سی

وصل مین بھی نگاہ شوق تا مژہ پیمانہ آشنا سی — غمزدن کے اہتمام سے عشو و نگی دو باش سی

حسرت و یاس اور الم محنت و غصہ دیدہ و غم — خانۂ دلکو آئے ہین پوچھنے سو تلاش سی

نقد غم ہزار سال خرچ ہے ایک روز کا — سخت تنگ آئی ہین اسد دل بہ معاش سی

سرو کو کہی جو آپ کو قامت یار راست ہے — کسکو دماغ گفتگو کندہ ناتراش سی

شب وہ بہار حسن سے دل مین جو یاد رہ گئی — ٹپکے ہے خون آرزو اب تلک اپنی ملاش سی

جامہ سفید سادہ صبح سے وضع ربط وہ

حسن کی کچھہ رنگ ہین بادلہ اور تاش سے

تیرے وعدہ کو نگاہان باور کہان ہے — کہ جیون غنچہ زبان زیر زبان ہے

تیرا چہرہ ہی یا خورشید محشر — تیرا قد یا قیامت کا نشان ہے

ہوا آیا کاروان حسن خط سے — نمایان صاف گرد کاروان ہے

سمجھہ لیتا مین آئینہ سے ای یار — کہون پر کیا تیرا منہ درمیان ہے

چڑہا آنکھون مین سینہ سے دم اپنا — اوسی پر خط دو پہلو پر دہان ہے

بھلا آوارہ یون پھرنے لگا تو
وہ عقل و ہوش اب تیر کہان ہے

ملائین لب سے لب جو عشق مین ربط
یہہ کیا حالت نصیب دوستان ہے

بہاد نرگس شہلا خلل دماغ مین ہے
بجای بادۂ گلگون خون میرے ایاغ مین ہے

برنگ نالۂ حسرت ہی پیش قامت یار
اگرچہ خلد مین طوبی لسے ہے سرو باغ مین ہے

زبس ہے صرف تماشای گلرخان بلبل
فتیلہ جیون نگہہ بلبلان چراغ مین ہے

صبا نے کہولدیا کس کے زلف کا عقدہ
کہ درہمی ہمگی پردۂ دماغ مین ہے

نمود سرخی خون ہو رہی ہی ہر اطراف
بہار برگ گل لالہ میرے داغ مین ہے

عبث ہی تجکو تمنای مطبخ گردون
کہ گرمی بغل مفلسان اوجاغ مین ہے

بصد کشاکش اوسیکا نشان تیر ہی جو
بمقتضای زمان گوشہ فراغ مین ہے

گلون نے جیب قبا چاک کرلیا ہی مگر
نسیم پیرہن یار آج باغ مین ہے

بس اب تلاش سخن بڑہ گئی بہت ای ربط
وفا کرے یہہ کہان حوصلہ دماغ مین ہے

جسے درد کہتے ہین دلکی دوا ہے
غم اپنی غذا مرگ اپنی شفا ہے

بصد جان حاضر ہو ہمنین دل تو کیا ہی
رضامند ہون جسمین تیری رضا ہے

کہان مر رہون دلسی جب تینی پوچہا
کہا کوچۂ یار مرنے کی جا ہے

تڑپنے پہ بسمل کے کہتا ہی ظالم
بہلا اسکے مرنے مین اب دیر کیا ہے

پڑا ہی دل اُسکے پانے کہ جس مین — نہ رنگ جفا ہے نہ بوی وفا ہے

قطعہ

پتا ربط کاکل جو پوچھا صبا سے — کہا یون کہین اڑتے اڑتی سنا ہے
گرا اک خاک پر سر ہے کوئی تپان مین — خدا جانے جیتا ہی یا مرگیا ہے

غزل

کشتۂ ناز بتان ہون عشق ہی تلوار سے — ہر خط زخم گلو کچہہ کم نہین زنار سے
بس ہے یہہ اپنا فغان غم بہار داغ دل — کام بلبل سے نہ پہر مطلب رہا گلزار سے
کیا ہوا ای جوش تجکو نکلتی ہی نہین — بوند پہر آنسو کے میرے چشم دریا بار سے
رشک گلکی یاد مین رو دیا تو دانے اشک کے — گلستان مین بلبلون نے چن لیا منقار سے
ضعف یہہ تہا وہان جو پہونچایا طلسم عشق نے — ملگیا مین اُس پری کے سایۂ دیوار سے
دو پہ تکلیف سخن پیدا ہو عالم مین ابہی — غم میرے گفتار سے ماتم میری اظہار سے

قطعہ

وہان ہنسی مین ہو جو ہار اُس کو ہر دندان کا عکس — یہہ نزاکت ہی کہ جہک جاتی ہی گردن بار سے
یہان خیال آیا مجہی اُس تیغ ابرو کا کہ بس — کٹ گئی رونہین گردن انسو ذکی دہار سے
ارتفاع مرتبہ عرفان کو پہونچا یا نہین — کب صدا آئی انا الحق کی زبان دار سے
دل پہسا اُس زلف مین اُف ری غضب ظلمت ستم — کہیے اب کیونکر نکالین مین دہان مار سے

قاصد اُسنے کہا کیا مہر سے ذرہ کو ربط
نام میرا یار سے یون نکلا زبان یار سے

اسطرح پردہ سے اُسکا رخ روشن نکلے
جیسے دامن سے چراغان تہ دامن نکلے

خانۂ دل کچھہ ابھی تنگ ہی اے کاوش غم
چاک ہو سینہ ذرا اور تو آنگن نکلے

انگلیان تب تو کٹین مثل ترنج اے یوسف
اب اگر دشنہ بکف یار کے چنون نکلے

دشت مین قیس تو لیلی اسی ملی وان ان
کیا تماشا ہے اگر تو بھی اُدھر بن نکلے

ذبح کرتے ہوی ڈرتا ہی سسکنے سی مرے
طبع قاتل سے کہین جلد لڑکپن نکلے

عاقبت سمجھی تو یہہ خانہ تن ٹھیرا گو
داغ چہاتی کے چراغ سر مدفن نکلے

ازبس آنکھین تیری گیسو پہ لگین ہین ظالم
مژۂ چشم ہو گر زلف کی کترن نکلے

داغ ہجران کو ہوی سیر دکھانی منظور
کیون نہ پہر دل سے مری حسرت گلشن نکلے

شاخ نرگس نظر آتے ہین چمن مین اسطرح
جیسے اوس چشم کے بیمار کی گردن نکلے

دل وہان ہو کہ نہو غم نہین اُسکا لیکن
تھے جو دربان در دوست وہ دشمن نکلے

زلف کافر ہے رخ یار پہ زنار بدوش
ربط اب ڈہونڈ تو کعبہ مین برہمن نکلے

ہے کسی بت پر نظر اپنی جو چشم زاری
آنسوؤن کے تار مین صورت ہی اک زنار کی

دل جلے سر سے گزرتی ہین بہر رہتی ہین خموش
ہے زبان شمع مین طاقت کہان گفتار کی

تیز طبع شوخ سے وہ ناخن فرسودہ بہ
تیغ ابرو سے تیزی کیا جلا ہی تلوار کی

جان بیتاب ہے تیری زیر مژگان چشم پیوار — مہ ہنگ زرد دم لیتے تہنڈی چہاہہ مین دیوار کے

تشنہ ہمت جانو سیال آیا سبکے قتل کا — بار خون سے ہے گردن نازک ہوئی خم یار کے

خندہ گلہائے عشق روتی ہی بلبل دیکہہ تو — گریہ زخم جگر پر یہان ہنسنے لوفار کے

دیکہکر دشت جنون مین ربط مژگان سرشک
ہے پانو سے چہالون کو الفت خار کی

ہماری عشق مین سودا یہ سرسری جانے — وہ ماہ مصر ہمین اپنا مشتری جانے

خیال اسکا جو ہے تا سحر دل مین — اتاری ہے ہنے توشیشہ مین یہ پری جانے

ہزار غنچہ گل تہی لیکن کہان بلبل — جو چٹکیون مین وہ انداز دلبری جانے

وہ آنکہہ وہ بہوین وہ رخ کہ جسکا حسن بیان — نہ شاعری نہ ہلالی نہ انوری جانے

وہ ذبح کرتے ہین ہمسے توشائق دیدار — ستم نہ جانے نصیبون کی یاوری جانے

فراق یار مین وہ اگ جہاتے ہین آتش — ہم اپنے رونے مین اب کچہہ تو بہتری جانے

ہلال بدر ہوا گہٹ کے تیری رخ کے حضور — خیال خام جو اد کی برابری جانے

برا سے ایکا اسکی جو وہ دل نادان — وفا کی راہ نہ رسم ستمگری جانے

تیری خفا سے خفا اور تیری خوشی سی خوشی
قسم ہے ربط اگر بات دوسری جانے

کیا جسم وہ عاشق ناشاد دل نزار سنبہالے — ممکن نہ تہا یار کو ہمارے سنبہالے

مژگان کو نقش ہی تیری چشم کا ایسا — جیون نرغہ مین دامن تا خنجر ا...

اللہ ری ضد آپ مسلمان سے ہوئی بت
تسبیح جو تم توڑ کے زنار سنبھالے

لچکے نہ تو کیا جسم تصور کی نگہہ کا
نازک کمر اُس گلکی بہلا تار سنبھالے

کہتا تہا جو کل توبہ کیا آج عزیزو
لاتے ہوئے دیکہا اُسے دو چار سنبھالے

قطعہ

زلفوں کے طرف دیکہا تو بل کہا گئی وہ
ابرو کے طرف دیکہا کہ تلوار سنبھالے

اس راہ مین رکہے ہو قدم تم تو ای رابط
پر دیکہو ہشیار خبردار سنبھالے

رنج کیا ہے دو گہڑی کے واسطے
چہیڑتے ہین وہ ہنسنے کے واسطے

غم نہین اندہیر اگر مرقد مین ہے
داغ دل ہے روشنی کے واسطے

اُسنے نیکی کی بہلا امید کیا
جنکی خلقت ہے بدی کے واسطے

کسطرح آتی تہے اب دیکہین تو موت
ہم تو مرتے ہین کسی کے واسطے

رنج کیا ہمنے اٹہائے آپ پر
اک نقطہ تیری خوشی کے واسطے

کیون عبث کرتے ہو اتنی گفتگو
ایکدم کی زندگی کے واسطے

رابط کیا کیا مین کہون اس دہر مین
لاکہہ دکہہ ہین ایک جی کے واسطے

بر سر لطف جو اُس ترک کی شمشیر ہوئی — زخم یہہ کہاں کہ جینی ہوس سیر ہوئی
طرف کوچہ جانان جو بہی گرم نسیم — جلکے یہان جان حزین راکہہ کی ڈہیر ہوئی
رم گیا شہر سے گہبرا کے جو آہو کی طرح — دشت مین اور سیری وحشت دل سیر ہوئی
مرگ بہی بہول گئے نزع مین جیون یار مجھے — ہچکیان رہگئین اپنی بہت دیر ہوئی

ترک ہو حرص و ہوا یہہ ہی تو اک حرص ہی ربط
وہ زبردست کہ جس شخص سے یہہ زیر ہوئی !!

وہ یون غمزۂ شوخ مژگان سی نکلے — کہ جیون شیر کوئی نیستان سی نکلے
رگ دامن ابر تر ہو گئے وہ — جو تھے تار اپنے گریبان سے نکلے
مجھے بزم مین دیکہکر بولتے ہین — بہلا چاہیے اپنا ابہی یہان سے نکلے
ہوا داغ پر داغ سینہ پر اپنے — شگوفہ سا کوئی گلستان سے نکلے

یہہ ممکن ہے ای ربط مژگان کی اُسکے
کسک دل سی نکلے کہٹک جان سے نکلے

وہ کونسا ہی چمن جسمین جیون صبا نہ پہرے — کہان کہان تیری رکہہ ٹہلکے ہم ہوا نہ پہرے
اگرچہ بوسہ دہ دیکر لئی ہین دل میرا — پہ اُنکو سوچ یہی ہی دیا لیا نہ پہرے
نظر نہ اپنی مہ و خور کی اُلکی صورت — جو راتدن تیری ای چرخ آستانہ پہرے
فلک ستارۂ طالع زمانہ دوار — یہہ سب پہرے تو پہری پردہ دلربا نہ پہرے

ہوا مرا تن کاہیدہ کاسا ای ربط

یہہ سیل اشک کیون کر بہا بہا نہ پہر ے

دل یہہ محو جمال اوسکا ہے
خواب مین بہی خیال اوس کا ہے

کیا اوس ابرو کی خوش خمی کہئے
یہہ نمونہ ہلال اوس کا ہے

اپنے زخمی کو آب تیغ پلا
جی نہایت نڈہال اوس کا ہے

وہ جو نازک سے ڈہب سے ہے نکلا خال
دل میرا پائمال اوس کا ہے

قطعہ

خوشنما چشم تسپہ نقطہ صفت
وہ جو چہوٹا سا خال اوس کا ہے

حضرت دل یہہ عین ہے یا غین
جاننا اب محال اوس کا ہے

چہپنا دل کو ربط باتون مین
کیا کہین یہہ کمال اوسکا ہے

طلب پر نہ بوسے کے منہ پہیر لیجے
خفا تو نہو خیر دیجے نہ دیجے

دل اُس سخت جان کا ہی مائل کسی پر
تمہاری یہہ کیا خاک پتھر پسیجے

قطعہ

طلب ان سے کی بوسہ لب کی ہم نے
تو کہتے ہین کیا صاف آپ منہ پر

جو یہہ آگئی جی مین ٹک پھیر لیجے
ذرا آئینہ مین تو منہ دیکھہ لیجے

ہوئی ایک مدت کہ جاتا رہا دل
بھلا کیا ہوا جو رہا اب ہاتھہ لگنے

وہ گلرو پنجہ نازک مین جب مہندی لگاتا تھا
جمع کی آہ بلبل نے کہ جلتی آتش گل مین
بلا ہے سحر سے افسون ہی کیا ہی جو دم کرتا
گئی تاب و توان یہان تک عزیز و کیا کہون تجھ سے

ہمارے کو بہشت اپنی ہتھیلی پر دکھاتا تھا
گمان ہے باغبان کو آشیانہ یہہ بناتا تھا
ہمارا نالہ گرم آگ پانی مین لگاتا ہے
کئی دن سے تو مین رونا بھی اب ترک کر آیا

برنگ شیشہ ہی اسے ربط ظاہر دور عالم مین
جو سر کھینچے ہی مستی سے آخر سر جھکاتا ہے

سمایہ زنجیر کاکل مین جو دل محبوس ہے
مردم چشم اتری پر طفلہای اشک کے
آئیگا سینہ سپر اوس گلرو کی فرقت مین ابھی
بن گیا سینہ مرا عشق صنم سے بتکدہ
ہم یہہ کہتا ہی چشم غرور دیکھو تو ذرا
مر گیا مین پر نہ مجھسے کچھہ وفاداری ہوئی

ہو گیا روشن کہ ہر وہ شمع یہہ فانوس ہے
جنبش مژگان سے کیا ملتی کف افسوس ہے
داغ کو دلسے مرے تب تو کنار بوس ہے
داغ رشک شمع نا یہ غیرت فانوس ہے
چو زمین و آسمان شکل کف افسوس ہے
گو نہین بھی تیری عاشق کو بہی افسوس ہے

آگے دیکھا تو وہی صفا کہان گئے تھین وہین

ہم تو سنتے تھے کہ اب وہ رابط سے مانوس ہے

واہ کیا کاری ہوئی پیکان تمہاری تیر کی
سینہ و دل سے نکل آئی کلیجہ چیر کے

شب جو زندان مین خیال آیا ہو ونکا یار کے
شکل ماہ نو ہوئی حلقے میری زنجیر کے

کور باطن سے ہین روشن باتونکو حصول
دیکھہ لیجے شمع پر جور و ستم گلگیر کے

مجکو زندان مین جو کل سیر چمن یاد آگئی
شور بلبل بن گئے نالے میری زنجیر کے

کاملون کے فیض سے ناقص کو ہوتا ہی کمال
کیونکہ مس بنتا ہی سونا پڑتے ہی اکسیر کے

قید مین فیض تصور سے کسیکے چشم کے
ساغر مے بنگئے حلقے میری زنجیر کے

شعر گوئی مین سنا ہی رابط ہمنی بارہا
سے ہے وہی استاد جو جادہ پر آیا میر کے

جب چشم زار اسکے رخ صاف پر کھلے
دلپر میری حقیقت آئینہ گر کھلے

کیفیت اسکی سقہ پیکان تیر کی
دلپر کھلے جگر پہ کھلے جانپر کھلے

زنجیر دود شمع نمط آہ دل کی لاگ
خانہ بجانہ فاش ہوئی دربدر کھلے

خون ہزار گردن گل پر تھا اگر
غنچہ سے کیون برآئے دیت مشت زر کھلے

نرگس کو اسنے پائی نگارین سے جو ملا
آیا کسی شہید کے تھی چشم تر کھلے

شب اس پری نے نقش سے جلایا فتیلہ وار
نامہ کہا نہین تھا میرا پر خبر کھلے

دیکھا نہ مجکو اسمہ نامہربان نے رات
حال کتان پہ حیف نہ چشم قمر کھلے

یوسف رخون کے عشق مین سودا ہی پائیگا
عزت یہان عزیز کی پھرتی ہے سر کھلے

ہم تشنہ کام اب دم تیغ رہ گئے — قاتل کے وقت قتل ہماری کمر کھلے

اے **ربط** رات کسکی تمنا مین چشم شوق
یہہ منتظر رہی کہ رہی تا سحر کھلے

دشت پیما کوئی گلشن کی فضا کیا جانے — لطف گلگشت چمن آبلہ پا کیا جانے
ذی حیات اوسکے محبت مین مرے جاتے ہین — لیکن اک خضر تو مرنیکا مزا کیا جانے
کوئی پیدا نہین بیماری ہجر انکا طبیب — گو کہ عیسیٰ ہے مگر اسکی دوا کیا جانے
شکوۂ پیک نسیم سحری کیون نہ لکہون — پیچ کہانے کو میری زلف دوتا کیا جانے
خون عاشق سے نگارین جو رہا ساری عمر — کہئے وہ ہاتہہ بہلا رنگ حنا کیا جانے
اُس سے آشفتگی دل کی شکایت کیا ہے — اس پریشانی خاطر کو صبا کیا جانے

دلمین داغون سے بہلا آگ لگی ہو جسکے
ربط وہ تختۂ لالہ کی فضا کیا جانے

غبار کلفت غم سے دل عاشق منور ہے — یہان گردیتی وجہہ آب روی گوہر ہے
بشکل آئینہ گہر ہی مین آب و نان میسر ہے — بنا سد رمق کی جسنے ڈالی وہ سکندر ہے
دیار عاشقی کی راہ کا سنگ نشان سر ہے — دیا جسنے کہ سر اس راہ مین اپنا وہ رہبر ہے
مجہے آرام زخم تیر قاتل سے میسر ہے — پر سوفار جان مضطر بکو بالش پر ہے
جو وہ پرتو فگن روئے عرق آلودہ دلبر ہے — درون آبلہ جوہر سے رشک آب گوہر ہے
کدورت مانع بینش ہے جبتک دل مکدر ہے — حضور کور چشمان آئینہ سد سکندر ہے

بہرا ہی خون آنکہون مین فلک کے یا شفق وہ ہے
کہ مقتل مین تہ خنجر کسی مظلوم کا سر ہے

جہان بتکدہ ہی مطلع خورشید سے فارغ
سیہ روزان مستی کو وہان شیشہ خاور ہے

نہ کیون کر عالم مینا ہی مے ہو سرو ظاہر ہے
کہ طوق گردن قمری سے پیدا خط ساغر ہے

نہ پہونچی تا بمطلب اہل مطلب کی مطلب تک
حصول مدعا کو آرزو سد سکندر ہے

چمکنی بہی نپایا تہا کہ وہ تو بجہہ گیا ہی ہے
مگر ای خرچ طالع کا ہمارے اختر اخگر ہے

سیہ کاروشنی وضع راست آخر نگی تہ تک
کہ پامال جفای خامہ دایم خط مسطر ہے

ادہر سے دید ظاہر ہے ادہر سے دید باطن ہے
ہمارا چاک سینہ ہی کہ چشم روزن در ہے

سبب زندگی کا تہا سو اسباب قضا ٹہیرا
رگ جان خون دل کرنہ اس مجنون کی نشتر ہے

نصیب خاطر شگفتہ جیون گل ہی نہیں دستی
برنگ غنچہ لسگل تنگ دل کے مشت مین زر ہے

نہ ٹپکین لخت دل گریہ مین تو سوکہی نہین مژگان
ثمر دیتا نہین وہی جو شجر وہ خشک بہتر ہے

نکلتی دل سے پہلے آہ ہی پہر چشم سی آنسو
نشان آگے چلا جاتا ہی پیچہی پیچہی لشکر ہے

دل پر داغ مین ہین درکنار آہ لخت دل
چمن مین آج پہولونی بہرا دامان ہر صرصر ہے

زبان طفل سان پیتا ہی جو خون رگ و ریشہ
مگر تیشہ کو لوہو کوہکن کا شیر مادر ہے

قطعہ دیگر

دیار شاعری کو جب سے پہونچا ربط سا کم ہ
خوشامد سے نہین کہتا خوشامد چیز دیگر ہے

حفظ انگشت خضر ایک ایک مصرع آپکا ہیرا
کہ اس جادہ پہ آیا جو کوئی وہ اپنا رہبر ہے

تن کاہیدہ لاغر چشم تر خاطر مکدر ہے
تکلف یہانتک آسنے مین عبث ای بندہ پرور ہے
میسر ہے برگشتگان عشق کے مذہب مین کہتے ہین
نہ مطلب مجکو شیرین سے نہ مطلب مجکو شکر سے
صبا پیغام بر تہی جبتلک ہم آہ بہرتے تہے
ہم اک پتہر سی نسبت دیکہا ہیکو بری ہیتو دنیا
ہوا وہ پہلے مقبول ہدف پہر دلپہ زخم آیا

جگر سے ہے تکڑے تکڑے اور جی اپنا لبو تیر
خدا شاہد ہی میرا گہر نہین یہ آپکا گہر ہے
غریق رحمت اسکو جو غریق آب خنجر ہے
تمہاری ہونٹ شیرین تمہاری بات شکر ہے
ہوی اب نیم بسمل نامہ بر لوٹن کبوتر ہے
وہی اپنی لبون کو لعل ٹہیرا وین تو بہتر ہے
خدنگ یار سی تیر دعا دوہاتہہ بڑکر ہی

قطعہ

عبث کیون رو رہے ہی آتش گل مین کہین جلنا ہے
نہ کہتا ہی کوئی اپنی نہ سنتا ہی کوئی تیری

جو یہہ صورت ہی تو مرنا ہی اس جینے سے بہتر ہے
زبان غنچہ لال اور گوش گل کر ہے

گنہ گار اسلئی ٹہیرا کہ عزت کا رہا طالب | بدولت ابرو کے جیون گہر دامن میں آتی ہے

پچھیڑو ربط کو بہر ذکر لا کر آہ و گریہ کا
کہ وہ رونے کو دریا اور جلنے کو سمندر ہے

تمت تمام شد

سلام ہا و قصائد و واسوخت و رباعیات
و غیرہ فارسی آنچہ بہم رسید ند آن نیز
بقلم در آمد

سلام ہا

قاصد اشک لئی یہہ خبر غم آیا
بجری رونے کے دن آئے محرم آیا

جام پر جام ملا چشمۂ کوثر سی اوسے
غم شبیر مین رونا جسے پیہم آیا

یہہ سبب شرکی فقط مرثیہ خوانی کا ہے
عنبر چرخ پہ جو عیسیٰ مریم آیا

غم شبیر مین پلکونکی جھپک سی ای چشم
کیا تیری سینہ پہ یہہ پنجۂ ماتم آیا

بولے کبرا سی حسین آئی جو قاسم کی لاش
ایلو بیٹا یہہ تمہارا وہی ہمدم آیا

پیاس کے ماری تڑپکر یہہ سکینہ نے کہا
لو چچا جان کہ ہونٹونپہ مری دم آیا

حرم شہ کو پلایا نہ کسی نے پانی
مگر اک جام لئے دیدۂ پرنم آیا

ماجرا شمر و حسین ابن علے کا مت پوچھہ
کہ وہان تیغ مین بل حلق مین یہان دم آیا

شمر سے عابد بیمار یہہ فرماتے تھے
شہ کو مارا تجھی کچھہ رحم نہ اظلم آیا

ربط بار غم شبیر اٹھایا نہ گیا
پشت افلاک دوتا ہوگئی یہہ خم آیا

خون جو مجرای غم شہ مین گریان ہوگا
غیرت صبح چمن چاک گریبان ہوگا

اولین دشت بلا خون سے گلستان ہوگا
آخر آخر یہہ چمن گنج شہیدان ہوگا

ہای تیر ونسی چھدا ہووے گلوی خنجر
کیون نہ ہر لخت جگر صورت پیکان ہوگا

بولی زینب کہ نہ دو رخصت جنگ اکبر کو
بھای میری یہہ بہت آپکا احسان ہوگا

لاش شبیر ہو جب تیر جفا سی غربال	خاک سے چہن کی نہ کیون نور نمایان ہو جائے
آپکا بعد اگر تفرقۂ آل عباء	جیب دامن سی جدا جیب سے دامان ہوگا

قطعہ

یا حسین ابن علی سنتے ہی اتنا منہہ سے	چہاتی پر آئیگی بیشک اگر انسان ہوگا
جل گیا جو غم شبیر مین تو حشر کے دن	بنبہ داغ جگر مہر درخشان ہوگا

قطعہ پنج شعر

شہ سے زینب نے کہا بہائی کچہہ انجام کار	مجکو تبلائی ہوگا تو کہا ہان ہوگا
سو یہہ ہوگا کہ اڑا ہی جو میرا طایر روح	پر پروازا و سے خنجر بران ہوگا
میرے دلدار سوا انمین نصیب ایک کو قید	ایک کو زخم سنان ایک کو پیکان ہوگا
اور جب تیرون سے چہانیگے عدو بدکیش	پسر شیر خدا شیر نیستان ہوگا
جیون قمرہ اہل حرم کا سر غم کی ماتہو	چاک لے جیب سے تا گوشہ دامان ہوگا

قطعہ

سنکے یہ فکر نہ کر جیمن تو ہرگز ہرگز	اہل جنت ہی وہی جو کہ مسلمان ہوگا

مہر داغ غم شبیر سے رکہنا ہی سند

ربط انعام تجھے روضہ رضوان ہوگا

اب سر کا سلامی نہ کوئی تن نظر آیا	پر حلق مین آب دم خنجر نظر آیا
معراج سر شاہ ہوئی نیزہ پہ جب دم	سرور ہی پیمبر کے برابر نظر آیا
حضرت کی شہادت ہی نبوت سی نہین کم	خنجر اوٹھے جبریل کا شہپر نظر آیا
پھر رتبہ غوثیہ بھی ہوا ختم اونہین پر	سر تن سے جدا تن سی جدا سر نظر آیا
قتل شہ دین کا تو بہت کام تہا باریک	پر شمر کو کیا جانیے کیونکر نظر آیا
یہہ قصہ جانکاہ نہ سُنا تہا سُنا آہ	یہہ غم نظر آتا ہی نہ تھا پر نظر آیا
شبیر کے ہم غم مین نہ روئین تو کرین کیا	کچہہ اور ہمین اس سے نہ بہتر نظر آیا

قطعہ شش شعر

چمکا علم حضرت عباس جو رن مین	برپا وہے ہنگامہ خیبر نظر آیا
تھی جوہر شمشیر عیان چین جبین سے	کچہہ چہرہ تابان جو مکدر نظر آیا
سب شام کے ساکن یہی کہتے تہے دم جنگ	یارب یہہ ہمین عالم دیگر نظر آیا
بجلی سی چمکتی تھی وہان ابر سیاہ مین	یا جلوہ علم کا سوی لشکر نظر آیا
یہہ بان گرا معرکہ شام مین آکر	یا کوئی شب تار مین اختر نظر آیا
کی عباس نے جب تیغ تو جو منہہ پہ پڑا پھر	اک وار مین دو ٹکڑے برابر نظر آیا
اکبر کو عدو دیکہہ کے شرما گئے ہوتے	کیا اونکو نہ ہمشکل پیمبر نظر آیا

جانا نظر آتا ہی کہین آنکھون سے جبکا
اکبر کا دہن پیاس مین غنچہ سے ہوا گل
ہر شاہ کو جب مرگئے اکبر نظر آیا
یہہ باغ جہا نمین گل دیگر نظر آیا

قطعہ چہار شعر

یہہ ضعف سراپا مین بھرا تہا کہ نپوچھو
لکھنے کو اگر صفحہ دل پر غم شبیر
تن مردمک دیدۂ زنجیر ہو جسکا
بر نثل صدا ایک کرشمہ کے ادا مین
اشک گھر و رنگ طلائی تن ہمین
وہ جیون سہ تو شام مین انگشت نما ہو
عابد کو ہر اک نقش قدم گھر نظر آیا
ہر ہر خط پہلو خط مسطر نظر آیا
قیدی کوئی ایسا تو نہ لاغر نظر آیا
ہر حلقۂ زنجیر سے باہر نظر آیا
افسوس نگینہ کو یہہ زیور نظر آیا
ایک ناخن پا جبکا نہ باہر نظر آیا

اے ربط لکھون کیا ستم اہل شقاوت
لبریز اسے جور سے دفتر نظر آیا

باب الباء موحدہ

کر دیا غم نے سراسیمی کی دل مضطر کو آب
واہ رے دریا دلی شبیر عالیجاہ کی
کو دیتا تہا شب عاشورا اصغر کو دسے
جب سنا ان مین ہم پہونچے نہین کوثر کو آب
ہاتھ سے اپنی پلایا حر کے سپتیر کو آب
پیاس مین سمجھا تہا وہ مہتاب کی چادر کو آب

بند کر لیتے تھے آنکھین یاد کر کر بھائی کی
ہونٹھ سوکھے دیکھکر بچی کی تھی تھی حسین
ہاتھ دھوئی جان سی سقای اہل بیت نے
کہتے تھی ہمشیر سرور خاک تھہ پر فرات
اسطرح تھی دیدہ بد بلب تشنگی سے
کیا ستم اہل شقاوت کا ہی دیکھو تو سہی
شاہ کو پانی نہین یا دی جو سنگدل

جبکہ آتا تھا نظر شبیر کے خواہر کو آب
کیا کرون کیونکر پلاؤن مین علی اصغر کو آب
جب نہین پہونچا سکی شبیر کے دختر کو آب
جو دم آخر نہ پہونچا شاہ بحر و بر کو آب
جسطرح لبریز کرتا ہی تھی ساغر کو آب
جاے عبرت ہے نہ ملنا مالک کوثر کو آب
آہ زہرا ئی کیا آخر کو اوس تہر کو آب

جان جب جاتی رہی عباس کی دریا پہ پر لطف
سم ہوا افسوس وہ لخت دل حیدر کو آب

باب الواو مہملہ

محری غمزدہ فرزند حسن ایسا ہو
گفتگو زینب و شہ مین تھی یہی آخر کار
حیوتس بر گل تر ہو لہو سی لتبر بر

بھئے شادی مین وسی رنج و محن ایسا ہو
بھائی آگے تیرے مر جائین ایسا ہو
نشر فائی عربستان کا چمن ایسا ہو

قطعہ

الف پیکان ہے برای چرخ بعد آب میں تا
تیر خوردہ وہی اک تشنہ دہن ایسا

شمع سر سوختہ ساں ہو گئی سامان جلتا
دست سجاد گرفتار رسن ایسا ہو

دیکھ کر تشنہ کو وہ بار نہیں گھبرا کر حسین
کہیں وطن سے چلے آج دو لاکھ ایسا ہو

سود ہمکو ضرر جاں ہی غم تو ہم ملنا
اگر ای اہل عزا فیض حسن ایسا ہو

جسم اندوہ جون ... آلودہ خاک
ہائے افتادہ ایسی ہوای وای کفن ایسا ہو

آسمان روبرو درگاہ کی لپٹ ہے
از پے گدای شاہ زمن ایسا ہو

ہرگز غم بنیاد سرو رفتا ہو
کر محشری بہار و خزاں ایک جا نہو

ہے شاخ گل جو دست کشیدہ ہزار
بیعت طلب تو کوئی کسی سے ہوا نہو

پیک سنگ خون شدہ ہیں تشنہ کی
لاشہ کو ایلچی کے تو لٹکا رکھا نہو

پھندے ہیں گرد باد کے جو آ گئی صبا
آوارہ کوئی دشت بلا بیت گھرا نہو

وابستگی سی ... گل کی جو خار ہے
... [illegible] ... نہو

فواری آج اشک کی ... [illegible]
... [illegible] ... نہو

... موج ... [illegible]
... [illegible] ... نہو

ہر گل شاخ تیر ... [illegible]
... [illegible] ... نہو

مری لی عشق ... [illegible]
... [illegible] ... نہو

مرف خزان ہوا ... [illegible]
... [illegible] ... نہو

سنبل جو مو بمو ہی پریشان بحال نقش | بلوی مین سر تو اہل حرم کا کھلا نہو

زنجیر پا سے سرو جو ہے موج آبجو
کچھہ اسنے ربط حال اسیران سنا نہو

باب الیا

تیغ جسکو دشت مین قاتل کے تل مجری کری | آگے اوس جلال ہر مشکل کے کل مجری کری
خاک صحرا بلا کی خون سے ہیہ نگلین ہوئی | دیکہکر جسکو حسن آب گل کے گل مجری کری
تہا ظہور ذکر احدیت لب شبیر سے | کیون نہو ٹہو نکو پہر اوس قلب کے قل مجری کری
بحر رنج و درد مین کشتی ہوی ہو جسکی غرق | اضطراب دل پر اوس راحل کے حل مجری کری
عابد بیمار کی گردن جہکی ہی طوق سے | حوصلہ کو آکے اوس سا غلکی غل مجری کری
تشنۂ عرفان کی ہو سنے سر جہکایا زیر تیغ | ظرف کو اوس مرشد کامل کے مل مجری کری

دُر دریائی شہادت جانتا ہون جسکو ربط
بحر مظلومی پر اوسکو پل سے پل مجرے کرے

ومنو ابلگ آتی ہے سدا یہہ رن سے | آج فرقت ہی سر رشتہ کو بہتر تن سے
آج شاید حسین فاطمہ برباد ہوا | خاک اڑاتی ہوئی آتی ہی صبا گلشن سے
آج سیر حسین کرتے ہین عدو | خون کی فوارے اڑاتی ہین رگ گردن سے

جیب ہی اہل قرابت ذی اوسے قطع کیا — تہا جو رشتہ سر شبیر کو اپنی تن سے

شام مین شام قیامت کی نظر آتی تہی — منہہ چہپانے لگے جب اہل حرم دامن سے

چشم پر آب عیان جوہر شمشیر ہے — قتل سرور پہ ٹپکتا ہے لہو آہن سے

بیڑیان عابد بیمار کو جو پہنائین — تو نے منت یہی مانی تہی فلک چہٹین بن

قطعہ

مجلس ماتم شبیر ہو سرگرم فروغ — شمع سان نکلین گی پہر آج بنے مدفن سے

ہان عزادار غم اہل عبا مین روئین — ربط رکہتا دل ربط سدا شیون سے

سلام ہا تمام شدند

قصاید

قصیدہ کہ در حضور پر نور گذرانیدہ بودند

تیر اکہلاتا ہی کر کر بندۂ حاضر رکاب — کیون نہ چوتہی آسمان پر ہو دماغ آفتاب

وارث ملک سلیمان فخر شاہان جہان — خلق مین مشہور آصفجاہ ہی جسکا خطاب

فیض نیسان کرم سی اوسکی ہر قطری کی جا — مو تیونکی ڈہیر ہو جہینکی جہان دامن سنحا

ہو سکے قید دل عاشق ہی اوسکی عدل سے
زلف کی زنجیر اک دہوکا ہی جیون موج سراب

بدل مین ہو رشک حاتم عدل مین نوشیروان
شان و شوکت مین سکندر زر دہی مین افراسیاب

ہی اوسیکی حلم سی سرسبز باغ سلطنت
راست ہی دیوان فطرت سی ہوئے انتخاب

ہوین ہر اہل خطا شاہ ختن سب ساختہ
مشورہ کار قضا ہو گر تیرے راے صواب

قطعہ

تربیت کے وقت مین اشیای عہد دار کے
طبع رنگین سے تیری گر فیض پاوی آفتاب

پہر تو شاخ بید و شاخ گاو سے ہر فصل مین
حاصل آوے جا برگ و گل زمرد لعل ناب

وصف کیا ہو خیمہ گاہ شاہ جسمین سے ایک
یہہ فلک سیچوبہ اور یہہ کہکشان تار طناب

نعمتو نسی اپنی جب مطبخ کو تیرے بھر چکا
اوندہی کردے آسمان کی مطبخ قدرت نے قاب

قطعہ

کیون نہ پائے رفعت اوسکا آسمان پر ہو بہلا
جسکے توسن کی ہلال عید کو ہی رکاب

ہے وہ گہوڑا جسکے دیکہو سما تک ایک جست
فکر شاعر کہئے اوسکو یاد عا مستجاب

فیل پر شاہو نکی صف مین کیا کہون تیری نمود
جیون ستارون مین فلک پر جلوہ گر ہو آفتاب

ہو جو ہو گا صبح کا تو آتش معدہ سی سب
تیرے دشمن کا ہی جلنا ہی دل شاہی کباب

ہے دعا سے ربط یہ ہنگ ہے فرض مہر و مہ
ایک عالم ہو تیرے خوان کرم سے فیضیاب

تمام شد

قصیده در مدح وزیر اعظم نواب سراج الملک بهادر رقم شده بود

دیرین جب دلنی میری سیر خاطر خواه کی
فقط حیرت سے اشارت اوسنی سو ماه کی

هه تو کش دولت سرا کی بزم آرای ہر آج
رکھتی ہی خورشید سیمای دل آگاه کی

ماه نے سنکر کہا اوس بزم کا کس سے ہو ذکر
ہان مگر اتنا کہ وه محفل ہے واہی واه کی

مین ہی ہو وہان چاندنیکی تصفیه کا عهده دار
روشنی ہی میری خدمت بنده درگاه کی

کیون نہ ایسا ہو سکندر طالع اوسکو شمر
ہے امیر اعظم دوران ارسطو جاه کی

وه ارسطو جاه جسکی وسعت ملک کرم
سچ تو بعد مسافت نے فقط کوتاه کی

بسکه تسخیر دل عالم مین ہے اسکو کمال
جسطرف دیکھو صدا آتی ہی واہی واه کی

آج یہ قوت ضعیفونکو ہی اوسکے عهد مین
کهربا آتا ہی سر کے بل کشش سے کاه کی

جس پیادی کو سمجھکر چال کا فرزین کیا
رخ گری اوسکے طرف پھر کیا ہی قدر شاه کی

حاتم و نوشیروان اب جسکے پیش عدل و داد
اسکے دو نون نے بہم تا عرش اعظم راہ کی

چشم بد ور آج جو زیب کمر ہی اسکے تیغ
کوہ ہی چور رنگ اُس شمشیر دشمن کاہ کی

جو دوت ذہن و ذکا ہی طبع اور حلم و ادب
جو عطا کی حق نے اسکو اسکی سب دلخواہ کی

ہو معاذ اللہ مرض اوسکی عداوت کا جسے
کب زمانہ اسکو پھر دیتا ہی فرصت آہ کی

جان و دل سے وہ زبس شیر خدا کا ہی غلام
شیر گردون ہان کرے ہی پاسبانی بارگاہ کی

اے وزیر اعظم فرمانده عرض دکن
فیض ہی بیشک تجھے درگاہ سے حضرت شاہ کی

یا الٰہی جبتلک ہین چرخ پر یہہ مہر و مہ
روز افزونی ہو اوسکی عمر کی اور جاہ کی

گلشن اقبال مین دایم رہین شاداب وہ
آرزو بر آئین سب اوسکے ترقی خواہ کی

شمع سوزانکی طرح سارے عدو ہون پایمال
زرد رو صورت کرے خالق تیری بدخواہ کی

ربط چل پھر دعا اوسکے حضوری مین کہ آج
ہووےگی پروانگی تیری بھی اب تنخواہ کی

تمام شد

قصیدہ در سیر باغ بمدح مہاراجہ صاحب قبلہ راجہ او جاگہ چندر رای بہادر تحریر یافتہ بود

کیا دیکھتا ہون نیند اچٹتی ہی جا صبح کو
اک حور مہروش ہے کھڑی سیر روز

وہ زرق برق زیور و پوشاک کی کہ بس
بالو مین جسکے موتی پرو دی ہین مہ بہ

آن و ادا پہ اوسکی گریبان کی جو چاک — تار نگہہ سے اپنی اسے کردی وہ رفو

ہو سمین اوسکے مانگ ہی اس آب و تاب سے — جیسے بنفشہ زار مین بہتی ہے آب جو

پیشانی شکل آئینہ پہر نسپہ عکس سے — موج نگہہ کے چین کا پڑنا کبہو کبہو

کاجل کا وسمہ ٹھہری ابرو کی تیغ پر — کیا مخمل سیہ کا نیام اوسکے روبرو

شاخ اوسکی گل نکالے نرگس کی شاخ ہو — آہو گر اوسکے چشم کی ہو جائے دو بدو

چہرہ ہی اوسکا سورہ یوسف تو پہر مژہ — زیر و زبر ہین حسن کے مصحف کے ہو بہو

سیپارے ہین یہہ دیکہو الف لام میم کے — وہ اوسکی بینی و دہن و زلف مشکبو

عارض کا حال دیکہے اگر لالہ چمن — ہو داغ دلکی دل ہی مین بس گہوٹ کر لہو

دندانکی اوسکے وصف مین تب کہولئے زبان — دیجے دہن کو آب گہر سے شست و شو

صفحہ پہ رخ کے اوسکے مسی زیب ہو نہ ہو — نسبت ہی کیا سیاہی مہر عقیق کو

چاہ ذقن کی اوسکے ہر یکدل کو چاہ ہو — یوسف جو گرتے اسمین نکلتے نہ پہر کبہو

غنچے کے رنگ اوسکے تکیلی کہین نمود — بالیدگی کی جنکو ہر اک آن آرزو

نازک کمر کا اوسکے نپایا سراغ کچہہ — دست خیال کو رہے ہموارہ جستجو

نازک ہین برگ گل سی نہایت کچہہ اسکی پاؤن — بلبل کے عشق مین خلل انداز ہو نہ تو

اس حسن سے جو وہ نظر آئی مجہی تو مین — پوچہا بصد خوشی مری جان کون ہی تو

مین رشک حور تجکو کہون یا فرشتہ خو — بولی کہ مین بہار ہون اور اپکی چار سو

ڈالی ہے مین نے دہوم یہہ گلزار دہر مین
سبز امداور شیخ برنگ ید سبو
کاٹونگی سوزن اور برگ گل کے تار سی
کسواسطے کہ آج ہی مصروف سیر باغ
سو کون راجہ رای بہادر کہ جنکی آج
جاتو بہی کوئی لکہہ کے قصیدہ سنوا ئیگا
یہہ سنکے مین بہی حاضر مجلس ہوا وہین
ہی آفتاب کو تیری ہر صبح جستجو
عالم یہہ تیری بذل سی ہے لا طمع
دیکہی جو ذوق گردن قمری تو تیرا عدل
نوشیروان حاتم و بقراط سیکہہ لین
ہی دہر مین بصحت و جمعیت اک جہان
ہمارہین تو چشم پریشان ہین تو زلف
اب لاگ رہگئی ہی تو اک عشق و حسن مین
جلدی لکہون سمند کے تیری تو یہہ رہین
وہ آنکہہ وہ کنوتی وہ جودت مین کیا کہون

گل تب کہلی سنی جو ذرا کان دہر کے تو
کرتے ہین آب بادہ گلرنگ سی وضو
ہوتا ہی ناصحونکا بہی چاک دہن رفو
وہ شخص جو ہی گلشن دنیا کی رنگ و بو
بخشا گلونکو رنگ ہی شبنم کو آبرو
منظور اپنی قدر سخن تجہکو ہی کبہو
مطلع لکہہ ایک مہر کے مطلع سے ہو بہو
ہر شام ماہتاب بہی پہرتا ہی کو بکو
پڑہتا نہین ہی اب کوی اشعار آرزو
زنجیر پائے سرو کرے موج آب جو
آئین عدل و نوع کرم طرز گفتگو
محتاج نے علیل ہکو ئی فسردہ خو
دیکہا نہ تنگدل دہن یار اب کبہو
اور فکر رہ گئی ہی تو موزون مزاجکو
اک پلکے پل مین پہونچو دکن سے پہ لکہنو
سر چوٹی اوسکی ہمسر زلف رخ نکو نکو

وہ گردن اوسکی مورسی ناگو کے وہ ہین — یہہ عاشقون کی پاتہہ وہ معشوق کا گلو
دیکھا ہون جیسے شام وشفق اور ماہ عید — وہ فیل اور وہ جہول نگارین پہر اسپہ تو
بس ربط تجھسے ہو چکی تعریف اوسکی بس — مطلع لکھہ ایک باغکی اوسکی صفت مین تو
نسبت دی قہقہہ سے جو دیوار باغ کو — گل کہلکھلا کر ہنس پڑے گلشن مین چار سو
باغ بہشت کا ہی نمونہ ہوا ہوا — چشمہ ہے جسمین چشمۂ کوثر کی آب رو
انگڑائیان لے جیون کوئی جہک جہک کے نشہ مین — ہے ڈالیونپہ تاک کے عالم یہہ ہو بہو
وہ سرو کی اکڑ وہ نزاکت گلابکی — یہہ قامت نگار وہ خوبونکا رنگ رو
نرگس کے وہ بہار وہ سنبل کا پیچ و تاب — یہہ چشم پرخمار تو وہ زلف مشک بو
وہ بلبلون کے چہچہے وہ قمریونکا شور — یہہ صوت جانگداز تو وہ نعرہاے ہمہ سو
فرہاد کو ہو سنکے سے شیرین کا نام تلخ — کچہہ اس مزیکی طوطیان کرتی ہین گفتگو

قطعہ

بن بنکے ناچتی ہے ادہر اور اودہر نسیم — کرتی ہے رقص باندہ کی شبنم کے گہونگرو
وہ برگ گلکی تال وہ غنچونکی چٹکیان — وہ گنگلے مین گانا طنبوریکا ایک سو
ادہر تو یہہ سما تہا اودہر کو جو کی نگاہ — دیکھا ایک ایسا قصر کہ دیکہا نہ پہر کبہو
وسعت مین شاعری ہے وہ مرزا فصیح کی — رفعت مین شان ہے تخیل اوسکے روبرو

دل چسپ جیسی حضرت ہمدم کا ریختہ | ستہرا اسا ہمین فرش تمامیکا چارسو
مصروف انبساط ہین سب اہل انجمن | قائل فصیح ناظم و ناثر لطیف خو
جیون جلوہ گر ہو ماہ ستارو نمین بس یہی | ممدوح گروہ نور کا عالم ہے ہو بہو

قطعہ سہ ۳ شعر

بیٹہی ہین طائفہ کئی ادہر کئی ادہر | خوش وضع خوش لباس خوش اخلاق خوشگلو
کہیل بل مین سب چہلبلے وہ قیامت بہ حسن و ناز | جادو ادا پہر ایسی کہ آپسمین مل کبہو
وہ کہیل مین ہی بولین کسی کر مجہی پچہو | دیوانے چہو کے ساتہہ ہی ہون اہل کانوند
سرکی مراحیو نپہ وہ مینی کے ہار جیون | پگڑی کے ہم ستونکی چہوٹے ہون تاگلو

قطعہ سہ ۳ شعر

جام شراب ناب کسی گلعذار کا | دینا بلا بن لیے کسیکو یہہ آرزو
رندانہ گر کسی نے کہا اُنسی ایسو دس | پہیتر ہین ہم سلے گر زگ بوسہ جو کبہو
چین بر جبین جہڑ بولنا پہر اونکا واہ واہ | جو آشنا ہو کیجیے اُس سے یہہ گفتگو
غمزی کرشمی کرتے ہین بیٹہی ہوئے گئے | اور ناچتی ہر زیا سامنے دو چار خوبرو

قطعہ

مردنگ کا وہ دھیمی ہی تالی مین باجنا / سارنگیون کی چھیڑ وہ آواز ارغنو

وہ تہاپ دینا تال پہ بہاپ کی وہ پرن / گت ناچنا وہ پانو خود ہر سم پہ برملو

مٹکا کی گردن اپنی مین ہنس ہنسکی تال پر / آہا کہہ اٹھنا انہین سی ہر ایک کا کبھو

دہرپت کا گیت گاتی جو ہوین ترانہ سنج / تانم تدار تدر دانی تم تنم تنو

یا جو پہر خیال تو گایا بہار مین / انبوا کی ڈاری بولی کویلیا کہو کہو

روز حشر خوش رہین سب خویش اقربا / بیٹی جنو اسی بہائی بہتیجی چچا وہو

نوکر ہی تیری عیش مین سارے رہین مدام / نیرنگی فلک سی ہون پامال سب عدو

ایسے ہون لاکھہ سیر مبارک تجھی پہ عیش
یہہ ربط کی دعا ہی کہ دنیا ہو اور تو

واسوخت

صد بند

قہر ہے ظلم ہے آفت ہی بلا ہے یہہ عشق / تیغ ہے تیر ہی خنجر ہی قضا ہے یہہ عشق

کچھہ ہو پر کچھہ نہین معلوم کہ کیا ہی یہہ عشق / لیکن اتنا تو سمجھتے ہین برا ہے یہہ عشق

حق تعالے نہ اس آفت مین کسیکو ڈالے
نام اسکا جو کوئی لے تو زبان دہو ڈالے

عشق کا نام لے انسان عیاذاً باللہ
قیس و فرہاد ہوے ٹھوکرین کہا کہا کی تباہ

رفعت کوہ کہان اور کہان ہستی کاہ
سیکڑون جل بجھے لاکہون ہوئے گر خاک سیاہ

دل جلا کر یہہ اڑاتا ہے دہوین دنیا مین
یہہ فرشتونکو جہکاتا ہے گڑہین دنیا مین

عشق دیکھین جو وہ دام تو ہو جائین ہلاک
یہہ ہوا باغ کو لگ جائے تو گل ہون خاشاک

دامن دشت جو اس خار سے اُلجہے تو ہو چاک
ٹپکے دریا مین یہہ قطرہ تو اڑے آب مین خاک

پہٹ پڑے سرپہ فلک عشق جو برپا ہو جائے
یہہ بلا طور پہ نازل ہو تو سرمہ ہو جائے

یہہ کباب نمک آلودہ ہے صد شور انگیز
یہہ بلا خرمن عشاق پہ ہے آتش ریز

یہہ میٹہا ہے جو لوگونکی لئے زہر آمیز
مثل سیماب اس آتش سے مناسب ہے گریز

زندہ عیسی سے بہی ہوتا نہین مارا اسکا
آگ پانی مین لگاتا ہے شرارا اسکا

آئی آفت جو کسی شے پہ طبیعت آئی
آبرو کہو کے کسی جا کہین ذلت پائی

ہفت اقلیم مین مشہور ہوئی رسوائی
دل لگانا ہے کسی کافر سے کیا رسوائی

تا بہ تعدد محبت نکرے بہتر ہے

زہر کہا جاے کہن ڈوب مری بہتر ہے

داغ وہ دل جو کری میل کسی مہرو پر
کور وہ چشم جسے دید ہو منظور بطرف
وہ زبان لال جسے ورد ہو نام دلبر
کان وہ کر جو سُنا کرتے ہون یار کی

قطع ہو ہاتھہ جو پھیلے کسی دانا کی طرف
توٹے وہ پانون جو دوڑے درجانا کی طرف

تیری تقریر یہہ بیجا نہین ای جان جہان
دیکھہ لے حال میرا تو کہ عیان را چہ بیان
ئے عشق سے بیانتک تو پڑا سوز نہان
آگ تلوونسی لگی اوٹھنے لگا سر سی دہوان

ہوش روتا ہے ادہر عقل ودہر روتی ہے
دل سوزان کو لئے جان سستی ہوتی ہے

صحبت خلق سی بیزار ہی بالکل دل زار
نہ ملاقات کسی سے نہ کسیکا دربار
اب نہ کہانا ہی نہ پینا ہی نہ سونا ای یار
نہ کچھہ آثار رہین صحت کی نہ کچھہ ہون بیمار

لب تک آن پہنچی ہی تیری ہجر مین غم کہای کوئی
یار ایسا تو نکر ظلم کہ مرجاے کوئی

سیر بہاتی ہی نہ مطلق نہ تماشا مجکو
نہ خوش آتا ہی کوئی سوانگ نہ میلا مجکو
وحشت کا شوق نہ دریا کی تمنا مجکو
جان جان تیرے سوا کچھہ نہین بہاتا مجکو

آرزو ہے کہ خداوند وہ دکہاے پیاری
جسطرف دیکہون تو ہے تو نظر آئے پیاری

سو تو ای غیرت گل بوئی وفا تجھمین نہین
بے حلاوت ہے تیری چاہ ذرا تجھمین نہین
ای دوائے دل بیمار شفا تجھمین نہین
اے مہ برج شرف مہر ذرا تجھمین نہین

رنج و غم درد و الم ہمنے سہا کیا کیا کچھہ
کچھہ سنا تو نے کہ عالم نے کہا کیا کیا کچھہ

کہہ اوٹھا کوئی کہ کس گل سے ہی تیرا یہہ لگ
کونسے شمع کی الفت مین بنا ہی تو پتنگ
کہہ اوٹھا کوئی کہ تا چند یہہ رسوائی کی ڈہنگ
ایسے جلنے سے تو ہی موت بہلی ای بے ننگ

طعن و تشنیع سے یہان جا ہمن اجلبان نہین
منہہ مین آیا سو کہا آپ کو کچھہ دہیان نہین

پہلے وہ باتہا ہی آپ نے جو فرمائی
پہر کہے کوئی کہ رسوائی ہی ہی رسوائی
کیا تماشا ہے یہ اپنی شخصیت و مرزائی
ہونے آئی ہو جوان پر نہ گئی لڑکائی

کوئی تنہا پہری اپنی ہی نہین میل سے کام
کوئی دل باختہ جی ہاری نہین کہیل سے کام

یہہ ادائین یہہ جفائین یہہ ستم اور یہہ جور
یہہ فضیحت کی چلن ہین یہہ ملامت کے طور
بے وفا میری سلوکون یہہ تجھے ہی کچھہ غور
اور کچھہ تہا میری صحبت مین ہوا اب کچھہ اور

جان کے طرح سے بچہڑا ہے میرے ساتہہ سی تو
اوڑ گیا بنکے پریزاد میرے ہاتہہ سے تو

سوچ تو جیمین ہوا کسکے سبب تو ممتاز
پہر دئے کسنے تیری کیسہ انداز مین ناز

شوخیان کسنی سکہائین ہین تجہے اے طناز
بیٹہنے اٹہنے مین کل تک تو نہ تہا یہہ انداز

اگے تیوری کے تلے ہاتہہ رکہا کس دن
ہن بل کہا کے تم اٹہتے تہے بہلا کس دن

یہہ نزاکت تہی نہ صفا نہ یہہ جوبن تہا
بگڑنا یہہ ہوا نہ بدلنا تیور
پہولکی چہوٹ پہ مرتے تہے نہ سسکے بہر بہر
تہا نگر دینین یہہ ڈورا نہ لچکتی تہی کمر

شعلۂ حسن مین آگے نہ بہڑک ایسی تہی
اور زانو کی نہ مچہلی مین پہڑک ایسی تہی

چین پیشانی پہ ہر دم نہ پڑی رہتی تہی
چشم آئینہ سے کب آنکہہ لڑی رہتی تہی
کب تیری ہاتہہ مین پہولوں کی چہڑی رہتی تہی
نہ یہہ کاجل نہ یہہ مسی کی دہڑی رہتی تہی

ہم جو لڑ پڑتے تو برداشت تمہین خشم مین تہی
بات کرتے تہے کسی سے تو حیا چشم مین تہی

یا تو وہ شرم کہ اب آنکہہ لڑی نرگس سے
کوئی سنتا نہین یہہ قصہ کہین ہو کس سے
یا تو وہ ضبط کہ اب چہیڑ رہی جس تس سے
تمسے کہتے ہین تو کہتے ہو تجہے کیا اس سے

زلف ایسی نہین بلکہائی ہو تم جیسے کچہہ
دہن ایسا نہین تنگ آئی ہو تم جیسے کچہہ

یہہ تو سب اک طرف تازہ ستم تم نے سنا
مینی کچہہ سنکے کہا اُن سے کہ کیا فرمایا
بزم مین غیر سے شکوہ تہا صریحا میرا
منہ بہر اکر یہہ کہا بہلا جی سن لینا تہا

بڑھ گئی اس مین جو تکرار کہا خیر تو ہے
مین کرون شکوہ سوا ایسا مجھے بیر تو ہے

خیر ہمکو بھی ملاقات نہین اب منظور
کیونکہ برعکس طبیعت ہی یہہ نخوت یہہ غرور

دلکو پھیر لیگئے تیری سمت حق المقدور
منہ پہ کہدیتی تو خوش ہو کہ ناخوش ای حور

اب یہہ صورت تیری اللہ نہ دکھلائے ہمین
چونک اٹھی خواب مین جو تو نظر آجائے ہمین

ہم سی بیزار ہی تو ہم بھی ہین تجھسی بیزار
پر نہ یہہ جانیو مجھہ سا نہ ملیگا دلدار

ایک نفرت جو تجھی ہی تو ہمین سو انکار
تجھسی دنیا کے مرقع مین بہت نقش ونگار

گل لالہ سے تو شبو سی سمن بہتر ہے
ایک سی ایک یہان رشک چمن بہتر ہے

بیمحل کبر ہی پندار یہہ سب بیجا ہی
کیا تم ایسی ہی تھی آگے سی تمہین دیکھا ہی

صاف کہدیجیی اب آپکی جی مین کیا ہی
اب وہ الطاف و عنایات نہین برپا ہی

کچھہ میری باتو نسی شرمائی تو ہو گے جیمین
کچھہ کڑی کرنیسی نرمائی تو ہو گے جیمین

اون دنون کبھی بھی تمہین یاد بھلا ہی کہ نہین
رہ گیا تجھی کسی وجہہ سے جو یہہ غمگین

ڈالکر ہاتھہ گلی سیر کو جاتی ہین کہین
تو پلٹ کر وہین پھر سر کی قسم دیکی تمہین

مضطرب ہوکے یہہ کہتی مین صدقے تیری

مجکو بیٹھے تو اگر ماتھہ نہ آئے میرے

ان دنوںمین جو حرکت تھی اک اندازکی ساتھہ
کیا اشارے پہ چلے آتے تھے آوازکی ساتھہ
تھا تکلف نہ کچھہ اس عاشق جانبازکے ساتھہ
الغرض خوب گزرتی تھی ہم نازکی ساتھہ
چھچھے لطف مزے سیر تماشے میلے
راتدن کہاے ہے سوے ہنسی اور کہیلے

لو ہم اب جیسے برے ہیں کہ پروا ہی نہین
اسپہ ہم لیتی چلے جائین تو کچھہ پروا ہی نہین
دل تو دل آپکی محفل مین ہمین جا ہی نہین
روئین سرپیٹین کہین کیا کوئی سنتا ہی نہین
خوار ہین زار ہین بے مونس وبے یار ہین ہم
تسپہ تم آپکو کہتی ہو وفادار ہین ہم

آپ اور اہل وفا سنہ تو کہان ای راہ
داغ ہین دلکو مری دیکہکی سب غیرت ماہ
جان جاتی رہی پر دل نہ تھین دون واللہ
ہوتے ہوتے یہہ ہوا ہی اثر پاک نگاہ
سنگ سی آئینہ کی جلوہ گری پیدا ہو
اپنی سایہ کو جو دیکھون تو پری پیدا ہو

پہر بہی کیسی کہہ خوبی ہین سوا حور سی ہو
اور فائق وہ تجلی ہین کہین طور سی ہو
ناز سے ہوتے ہین پریان پری وہ نور سی ہو
جلوہ جو پاس سے ہوتا ہی وہی دور سے ہو
حسن کے جہلکے رہی شرق سی تا غرب مدام
تو بہی جو دیکھی تو سے اوسکے قدم دوڑ کے چوم

دیکھی ابرو تو گری ہاتھہ سے تلوار
دیکھی غمزہ تو جگر ناوک غم سی ہو فگار

دیکھے مژگان تو الٹ جائے مقدر کباب
دیکھے بینی کو تو خود بینی سی پہر ہو نکال

گوش زد تیری جو اوسکی صفت گوش رہے
پہر ٹہکانے پہ یہ امکان ہی جو ہوش رہے

آن دکہلائی تو ممکن نہین پہر آن رہی
رخ تیرا دیکہی جو اوس رخکو تو حیران رہی

شان دکہلائے تو باقی نہ تری شان رہے
زلف کو زلف جو دیکہی تو پریشان رہے

منہ وہ دکہلائی تو پہر آپ مجہی منہ دکہاوین
آنکہین دکہلائے تو پہر آپکی آنکہین کہلجاوین

نظر آجائین اگر چاندسی وہ رخساری
دیکہی پہر وہ در دندان مصفا باری

گرمئ حسن سے اوسکے عرق افشان سارے
روئی پہہ تو تیری آنکہونسی لوٹین تارے

اسے حجابانہ جو وہ کہول کے سینہ آجائے
تو یہہ شرمائی کہ فی الفور پسینہ آجائے

ناگنی جعد جو اوسکی ہر تو موباف ہو من
لب ہین دانت عدن لف ختن حسن دکن

چشم فنجان نگہہ بادہ صراحی گردن
رخ سمن چہرہ چمن غنچہ دہن سیب ذقن

سمت ابہرے وہ کچلن گول ہون چہوٹی چہوٹے
تستیہ قہر ہیڑ کیتے رہی بوسے بوسے

اوسی دہن اور کمر ہیچ ہو نزاکت کو لاف
اوسکی منہ سنی مگر اوسکی کمر کے اوصاف

شکل از بسکہ ہوا وس آئینہ رو کا شفاف
عکس پڑنے سی ذقن کے نظر آئی ہو ناف

ساق سیمین بلورین وہ صفا ہو کہ بس
سرخ وہ رنگ حنا زیب وہ پا ہو کہ بس

جیون رخ و زلف رہین پہلی ہم اس سی الٹ پٹ
جیو فامہ پہ تیری بوسی لین اوسکی چٹ پٹ
پہر الٹ کر رخ پر نور سی اوسکی گہونگہٹ
کوئی بازی نہ چلی تیری اری اونٹ کہٹ

جسقدر تو نے ستایا ہی ستا کر چہوڑین
پانون جیون تو نے پڑا یا ہی پڑا کر چہوڑین

پر کرین کیا کہ بن آتی نہین اب کچھہ ہم سی
تلخ تر گو کہ ہمین زیست ہوئی ہی سم سی
کیونکہ واقف ہین محبت کی خوشی سی غم سی
لیکن اک حرف سنا ہی یہہ کسی محرم سی

جو وفادار ہین وہ جسکی ہوئی اوسکی ہوئی
جو خوش اطوار ہین وہ جسکی ہوئی اوسکی ہوئی

شب جو اس وضع پہ مین خواب مین اس سی جہگڑا
آخر کار جو کچھہ صلح پہ آمادہ ہوا
اور اوسنی بہی مقابل مین بہت طول دیا
کہل گئی آنکہہ بس اتنی مین تو پہر وہان کیا تہا

نہ وہ دلبر نہ وہ جہگڑا نہ وہ دلداری تہی
گریہ و زاری و تنہائی و بیداری تہی

آنکہہ کہلتی ہی ظاہر مین وہ جہگڑا نہ رہا
عشق کا ہمکو ہوا ربط بڑا ظلم ہوا
مند گئی آنکہہ تو یہہ بہی نہ رہیگا جہگڑا
دل گیا صبر گیا ہوش گیا جی بہی گیا

رہ گئی آہ فقط آٹھ پہر کرنے کو
کچھ نہ کچھ شغل ہو تو عمر بسر کرنے کو

تمام شد

متفرقات غزل و رباعیات وغیرہ فارسی۔ این غزل در شادی تصنیف فرمودہ بودند

پی گلگشت یار آمد مبارک لالہ و گل را
لب او میگسار آمد مبارک ساغر و مل را

رخش آئینہ را خواہان نگہ ای دیدہ حیران
دل آمد شانہ وار آمد مبارک زلف و کاکل را

زہی آن خال روی او خوشا آن تار موی او
معنبر تابدار آمد مبارک مشک و سنبل را

ز زلف و رخ بت دلبر بفکر ضبط ہر کشور
خوشا این لیل و نہار آمد مبارک ہند و کابل را

دہانش غنچہ را تا بان لبش رشک گل خندان
چہ خوش روی نگار آمد مبارک غنچہ و گل را

ز ہر سو مژدہ پیدا بگوش بلبل شیدا
بہاری برقرار آمد مبارک شور و غل را

بہ گلشن نو بہار آمد پی گلگشت یار آمد
بہار اندر بہار آمد مبارک ربط و بلبل را

بوسم آن لب کہ عقیق یمنی در کار است
بویم آن زلف کہ مشک ختنی در کار است

سید بہ تیسہ ادائی کج آن شیرین کار
ہد و ای دشت خزان کوہ کنی در کار است

بلبل شگفته هر دو رخ رنگین را | دایم از گلشن حسنت چمنی درکار است

رغلتی هست دلم را بکلام شیرین | وصل شکر و لب شیرین دهنی درکار است

دل که محفوظ جنونست بدست غربت | نی هوای چمنی نی وطنی درکار است

ناتوان بودم و مردم بخیال روشش | بمن از پیرهن گل کفنی درکار است

عمرم ای وای به چل سال رسیدست و هنوز | صحبتی صاحب هر علم و فنی درکار است

از کتب خانهٔ حسن تو به صد عشق مرا | قصهٔ مختصری نادر سخنی درکار است

این دلم را که بجان آمده ام از دستش | دلبری فتنه گری تیغ زنی درکار است

ربط بزاز سرا و که سر رند دارد
ای تهیدست ترا سیم تنی درکار است

این غزل وقتی در شکر رنجی از عزیزی طراز ترقیم پذیرفته بود

دیدم که زمانه نابکار است | از فضل خدا امیدوار است

از گردش دهر گشت بیزار | هر لیل و نهار بیقرار است

هر چند که خواست گزرد از دهر | از زیست و عمر سرشار است

هر خویش اقاربان که هستند | بر عقل و شعور شان نثار است

دانستن و داشتن چه حاجت | فی الجمله ز نقص بیشمار است

هر وقت که رفت عزت ابوائی | از دست زمانه زینهار است

نوعیکه ز ابتدای خدمت
این ربط محض گنهگار است

مرغ دل خود سوز کبابی به ازین نیست | مست نگهش باش شرابی به ازین نیست
چون مردمک دیده نقاب رخ او کن | ای پرده چشم که نقابی به ازین نیست
زاهد حرم و سجده من میکده رندی | جرمی به ازین نیست صوابی به ازین نیست
جرم است اگر باده خوری محتسب از تاک | چون غره شام آویز عتابی به ازین نیست
ابری ز غم چیز زند بر سر مژگان | در چشم ستمدیده سحابی به ازین نیست

ای ربط سوی خاک نشین در حیدر
بابی به ازین نیست جنابی به ازین نیست

این غزل مختصری بفرمایش عزیزی برای خواندن گوشه ها قلمزده بود

صحبت مه جبین مبارک باد | قربت نازنین مبارک باد
نشستن و خواستن در آغوشت | یارب از همنشین مبارک باد
برخ آفتاب رخشا نی تو | آب صاف زرین مبارک باد
بوی گردن بدست آوردن | طره عنبرین مبارک باد

خلوت و جلوه است بکام و مراد
ربط را همچنین مبارک باد

دلم زینسان که زار و مبتلا شد	ازان نامهربان بی وفا شد
اگرچه خون مسکینان هبا شد	چمن بی برگ و بلبل بی نوا شد
هزاران قتل گشته در هوایش	اگرچه خون ناحق شد بجا شد
مرادت گر هلاک چون منی بود	بحمد الله که این حاجت روا شد
مرا وقتی خوشی بوده است وقتی	مسلمانان نمیدانم کجا شد
چرا می نالد ای مرغ چمن زار	مگر روزی چو از یاران جدا شد

شب از همسایگان فریاد خیزد
مرا از ربط این ناله بلا شد

دلم رفت آنکه با خود آشنا بود	چه میگویم مرا خود دل کجا بود
همه شب گریه ام خفتن نداده	که بوی گلرخ من با صبا بود
زما یادش دهی باد صبا گاه	گذشت آن وقت کورا یاد ما بود
تو ای زاهد درون کوی جانان	چگونه می نهد نی پارسا بود
ز در بیرون مرا بیگانه دانم	که این بیچاره وقتی آشنا بود
غنیمت دار ای وصل همنشینش	خوش آرامی که این دولت مرا بود

قرار دل چه جان ربط رفته

ندانستم که عشق او قضا بود

داغ دل از گریه نور انگیز شد
برکشم تاکی ستم رنج و فراق
خواست خنگ ناز او پامالیم
سرخی او از نهان خون خورد تست
یا درازی شب تار فراق
داغ دل خورشید محشر ناله سوز
چون لنازم سینه خود را سپر
زین مداوا ها علاجم ای طبیب
دم بجود در ماند دریا چون حباب

آتش گل زآب شبنم تیز شد
ساقیا پیمانه ام لبریز شد
غمزهٔ آبرو بر آن مهمیز شد
چشم بیمار تو بد پرهیز شد
عشق زلف یار دستاویز شد
برکشیدم آه رستاخیز شد
غمزهٔ او ناوک خونریز شد
از سر بالین من برخیز شد
سیل اشک من چو طوفان خیز شد

ربط هجر مرگ و غیر وصل زیست
این مگر فرهاد او پرویز شد

غزلیات فارسی تمام شدند